www.novelsclubb.com
AYRA MEER
ہم نشین
از قلم عشرت راجپوت
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

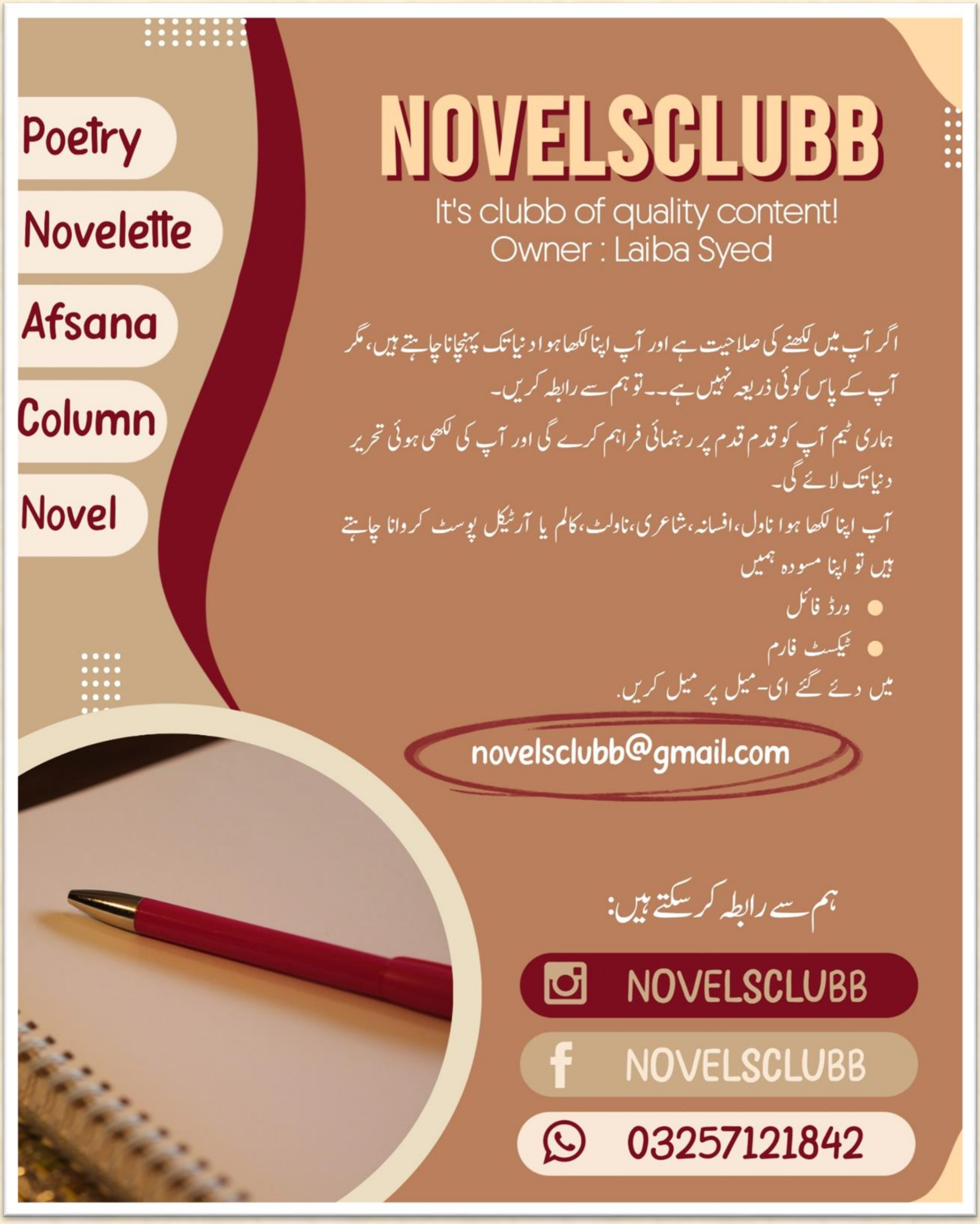

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

ہم نشیں

از قلم

عشرت راجپوت

Clubb of Quality Content

ناول "ہم نشیں" کے تمام جملہ حق لکھاری "عشرت راجپوت" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

ناول ہمنشیں

رائٹر عشرت راجپوت ❤️ ✨

قسط نمبر 01

گرمیوں کے موسم میں معمول کے برعکس آج کی صبح بہت ہی سہانی تھی۔ٹھنڈی ہوا ۔۔اور آسمان پر ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔رات کی سیاہی ختم ہوتے ہی پرندے اپنے گھونسلوں سے نکل کر فضا میں آزاد گھوم رہے تھے۔احمد صاحب کے گھر کا ماحول کچھ یوں تھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ان کی سب سے نکمی اور لاپرواہ بیٹی نے آج کچن کا رخ کیا تھا۔ایک ط-رف چائے چولہے پر ابل رہی تھ-ی۔آملیٹ وہ بنا چک-ی تھ-ی۔

جو کہ صرف نام کا آملیٹ تھ-ا۔آدھ-ا انڈہ کچا تھا جبکہ آدھ-ا جل چکا تھا۔اور اب وہ آٹے کے ساتھ دو دو ہاتھ کر رہی تھی۔

آٹ-ابنا تولیا تھا لیکن صرف براہ نام اور اب وہ پراٹھ-ابنانے کی ناکام کوشش ک-ر رہی تھی۔ جسے ہی توے پر روٹی ڈالی گھی اچھ-ل کر دور تک گیا تھا کیونکہ محترمہ گھی پہلے ہی توے پر ڈال چکی تھی۔

اب ہمت کرکے روٹی توے پر تو ڈال دی لیکن اب گرم روٹی کو ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔ اتنی دیر ہمت کی تب تک ہاف روٹی جل چکی تھی۔

اور جلنے کی سمل سارے گھر میں پھیل چکی تھی۔ماہی-ن تیز تیز چلتی کچن میں داخل ہوئی تھی ۔۔

اور ماہا کی حالت دیکھ کر اس کی بے اختیار ہنسی نکلی تھی۔۔
اور وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔

اسی وقت علیزے کچن میں داخل ہوئی اور کچن کی حالت دیکھ کر سر پکڑ لیا۔۔اور وہ اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کر ماہین کی ہنسی میں اس کی ہنسی شامل ہو گی تھی۔

اور ماہا اپنی ماں اور بہن کو خود پر ہنستے دیکھ کر بلکل پر اٹھے کی طرح جل گئ تھی۔

اور غصے سے کہتی سب کچھ وہی چھوڑ کر سنک کے پاس آئی اور ہاتھ دھونے لگی۔

لیکن سنک کے پاس لگے مرر میں خود کو دیکھا اور اب وہ اپنی ماں اور بہن کے ساتھ خود بھی ہنس رہی تھی کیونکہ محترمہ کے سر اور منہ پر آٹے کا لیپ لگا ہوا تھ۔ا۔

علیزے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور کہا۔۔۔ماہا تمہیں کیا ضرورت پڑی کہ تم کچن میں گھس گئی تھی۔ماہا منہ بناتی بولی ماما ایک تو میں کام کرنے آئی ہوں اور آپ دونوں میرا مزاق بنا رہی ہیں۔ماہین نے اس کے پاس آ کر اپنے بازو اپنی بہن کے گرد پھیلائے۔۔

اور کہا میری جان ہم مزاق نہیں بنا رہے بس تمہیں ایسے دیکھ کر ہنسی آ گئی۔۔

ویسے اب آپ بتانے کا تکلف کریں گی کہ آپ نے کس خوشی میں کچن کا رخ کیا۔ماہا اپنی بہن کا ہاتھ خود سے دور کرتی شیلف کے پاس جا کھڑی ہوئی۔۔

اور کہا کہ اب آپ اس گھر سے رخصت ہو جائیں گی۔۔

توسب مجھے کرنا ہو گا بس اس خوشی میں کچن کا رخ کیا تھا۔اس کی بات سن کر ماہین مسکرا دی تھی۔۔

جبکہ علیزے بیٹی کے جانے کا سوچ کر اداس ہو گئی تھی۔

آج ماہین کو رشتے والے دیکھنے آ رہے تھے۔

اور بس ماہا اسی چکر میں آج گھر کا کام خود کرنے آئی کہ بہن کو آج ریسٹ دے دی جائے۔۔

ورنہ وہ اس وقت دوستوں کے ساتھ گھر کے سامنے والی گلی میں کرکٹ کھیل رہی ہوتی جو (

کہ اس کی مصروفیات میں سے سب سے اہم تھا کرکٹ کھیلنا اس کے سب دوست بھی اس جیسے تھے۔

کھیل کے شوقین لڑائی کرنے میں ماہر اور پڑھائی میں مر مر کے پاس ہونے

والے 😂۔پڑھائی مکمل کرنے کے بعد وہ جاب کر رہی تھی۔ لیکن کھیل آج بھی اس کا

جنون تھا۔۔۔)

******

آج ماہین کو دیکھنے کے لیے مہمان آنے والے تھے۔۔جا کہ ماہا کی دوست میرب کے ہونے

والے سسرال سے تھے۔۔

علیزے اداس تھی کہ بیٹیوں کی شادیاں کرنا آسان نہیں ہوتا۔

اور نا جانے لڑکے والے کون کون سی ڈیمانڈ رکھ دیں۔ماہین چلتی ہوئی ماں کے پاس آئی۔

ماما آپ کیوں اداس ہو رہی ہیں۔

ماہین نے ماں کی آنکھوں کو نم ہوتے دیکھا تھا۔

پلیز ماما ایسے اداس نا ہوں ورنہ میں بھی رو دوں گی۔۔ماہا جو ابھی تک شیلف کے پاس کھڑی

تھی ماں اور بہن کو اموشنل ہوتے دیکھ کر بولی۔۔

یار آپ دونوں اب کو اموشنل ڈرامامت کرنا پلیز۔۔

مجھے بھی رونا آجاتا ہے۔اوران دونوں کی اداسی کو فکر میں بدلنے کے لیے بولی۔۔

اوہیلو۔۔جلدی جلدی کام کرو گھر کی صفائی بھی ہو گی۔پھر کھانا بھی بنانا ہے۔۔علیزے کو فکر لاحق ہوئی اور بولی ہاں بلکل آج بہت کام کرنے ہیں۔اور کچھ چیزیں باہر سے بھی منگوانی ہیں

۔

جاؤ ماہا جاکر اپنے بابا کو سامان کی لسٹ دو۔ماہا دانت نکالتی بولی آپ اس کی فکر نا کریں۔۔

وہ میں نے دے دی ہے آپ کے زبردستی کے داماد کو۔۔۔

ماہین اس کو گھورتی ہوئی بولی کیا مطلب تم نے زاویار سے کام کرنے کا کہا ہے۔۔

اور ماہا غوصے سے بولی اسی کو شوق تھا ناداماد بننے کا تو اب اس کی سالی صاحبہ کا رشتے ہو رہا ہے۔ اس کی بھی کچھ زمداری بنتی ہے۔۔

کرنے دو اس کو کام۔

اس کی بات سن کر دونوں ماں بیٹی اس کو دیکھتی رہ گئی۔۔اور وہ کچن سے جاتے ہوئے بولی۔۔

مجھے بعد میں فرصت سے دیکھ لینا میں یہی ہوں۔۔

فلحال آپ صفائی کر لیں۔۔کچن کی طرف اشارہ کرتی بولی۔۔۔

اور کچن کی صفائی تو میں آلریڈی کر چکی ہوں۔۔اور دانت نکالتی باہر کی طرف چل دی۔۔

اب دونوں ماں بیٹی کچن کی حالت دیکھ رہی تھی۔۔

ماہا میڈم کام کرنے کی بجائے بڑھا چکی تھی۔ابھی ماہا کچن سے نکل کر ڈرائیونگ روم تک آئی تھی کہ سامنے سے زاویار آتا دکھائی دیا۔

اس کو دیکھ کر ماہا کی دوڑ اپنے روم کی طرف لگنے والی تھی لیکن تب تک وہ سر پر پہنچ گیا تھا۔۔(دوڑنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ماہا اس سے ڈرتی ہے۔وہ بس اپنی حالت درست کرنے کے لیے جا رہی تھی۔کیونکہ اس کو پتہ تھا اب اس کا مزاق بننے والا ہے۔۔)

اس کو دیکھتے ہی زاویار کی ہنسی نکلی تھی لیکن وہ اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا۔۔ لگتا ہے آج کچن کی موت واقع ہوئی ہے۔۔

زاویار نے اس کے چہرے اور بالوں میں لگے آٹے کو دیکھ کر کہا تھا.

ماہا غراتی ہوئی بولی۔۔ ہمارے کچن کی موت واقع ہوئی ہے تمہیں کس بات کی خوشی ہے جو دانت نکال رہے ہو۔۔

زاویار اس کے پاس آتے ہوئے بولا اس خوشی میں کہ یقیناً تم میرے گھر کے کچن کا بھی یہی حال کرنے والی ہو۔۔

اب ماہا کا غصّہ آسمان چھو رہا تھا۔ لیکن وہ ضبط سے کام لے رہی تھی۔

زاویار اس کے بالوں کو چھوتے ہوئے بولا۔۔ تمہیں میں اپنا خون بھی معاف کرتا ہوں تو کچن کا قتل بھی معاف کیا۔۔

بس تم اپنے مبارک قدم تو رکھو میرے گھر میں۔

ماہا جو اپنا غصّہ روکے ہوئے تھی زور سے بولی میں نے تمہیں کتنی دفع کہا ہے مجھ سے اس قسم کی فضول باتیں نا کیا کرو۔میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔زاویار اس کے اور پاس آتے ہوئے بولا ویسے تم غصے میں اور بھی زیادہ پیاری لگتی ہو۔۔

بس اپنا حلیہ درست کر لو۔زاویار نے اس کے حلیے پر طنز کرتے بولا تھا۔۔ماہا دانت پیس کر رہ گئی تھی۔وہ پیر پٹختی اپنے روم کی طرف چل دی۔۔
جبکہ زاویار اس کو جاتے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔

****

Clubb of Quality Content!

ش-ام تین بجے تک مہمانوں کے آنے کا وقت تھ-ا۔علیزے سارا کام مکمل کر چکی تھی۔

اب بس مہمانوں کا انتظار تھا۔۔۔

کچھ ہی دی-ر تک مہمان آ گئے تھے۔۔ماہا اپن-ی بہن کو تیار کرنے کی ضد کر رہی تھ-ی۔

جبکہ علیزے نے سختی سے منع کیا تھا کہ ماہا سے میک اپ نا کروانا۔۔

کیونکہ ماہا محترمہ کو کبھی کھیل اور لڑائیوں سے فرصت ملتی تو میک اپ سیکھتی نا۔۔وہ تو ہمیشہ (لڑکوں کی طرح رہتی تھی۔۔اس کا بس چلتا تو صبح منہ بھی نا دھوتی۔۔ 😂)

می-رب بھی مہمانوں کے س-اتھ آئی تھ-ی اور میرب ایک فیشن ایبل لڑکی تھی۔اسے ہر چ-ز کے بارے میں عل-م تھ-ا۔۔وہ خود کا اپنی لک-س کا اور ڈائٹنگ کا بہت خی-ال کرت-ی تھ-ی۔

میرب ماہین کو تیار کررہی تھی۔ جبکہ ماہا ساتھ کھ-ڑی حنا کے ساتھ باتوں میں مص-روف تھی۔

لیکن گاہے بگاہے اپنی بہ-ن پر ایک نظ-ر ڈال لیتی۔۔۔

ل-ڑکے وال-وں کی خاط-ر تواض-ع کا بہت اچھے سے انتظام کی-ا گی-ا تھا۔۔۔

اب مہمانوں کے ساتھ موجود ایک بزرگ خاتون جو صرف کہنے کو بزرگ تھی۔۔ایک ماڈرن لڑکی کی ط-رح مک-مل تیار ہو کر آئی تھی۔۔علیزے کو کہا کہ بھی اب ہمیں لڑکی بھی دکھادیں۔۔کتنا انتظار کروائیں گی۔

علیزے نے زاویار کو کہا کہ جا کر ماہا کو کہو کہ ماہین کو لے اۓ۔۔

زاویار سر خم کرتا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔

اور کمرے کے پاس پہنچ کر دروازہ لوک کیا۔۔اندر آنے کی اجازت ملی تو اس نے علیزے کا پیغام لڑکیوں کو دے دیا۔

ماہا اور حنا ماہین کو لے کر کمرے سے باہر نکلی اور میرب بھی ساتھ تھی۔۔۔

زاویار ماہا کا ہاتھ پکڑ کر روک چکا تھا۔۔جبکہ میرب اور حنا ماہین کو لے کر سیڑھیاں اترنے لگی۔۔

ماہا اس کے اس طرح ہاتھ پکڑنے پر اس کو گھورنے لگی۔۔۔اور اس کی گرفت سے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔۔

کیا بدتمیزی ہے یہ جاؤ جا کر وہاں سب کے ساتھ بیٹھوں۔۔۔

زاویار اس کو دیکھ کر بولا کیا تھا تم بھی تھوڑا تیار ہو جاتی تو۔۔ماہین آپی کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔زاویار اس کہ حلیے پر طنز کرتے بولا تھا۔۔

Clubb of Quality Content

کیا تم اس طرح جاؤ گی آپی کے مہمانوں کے سامنے۔۔۔وہ جو ہمیشہ کی طرح جینز اور ٹی شرٹ پہنے کھڑی تھی۔۔ماہا نے سیڑھیوں سے نیچے جھانک کر دیکھا اور بولی۔ارے واہ ان کی تو بوڑھی عورت بھی اتنا تیار ہو کر آئی ہے تو کیا میں جینز اور ٹی شرٹ میں نہیں جا سکتی کیا۔۔۔

اور تمہیں کیا مسلہ ہے میں جیسے مرضی رہوں۔زاویار سر خم کرتے ہوئے بولا آپ کی مرضی سر آنکھوں پر۔۔۔لیکن لڑکیوں کی طرح رہو۔۔کبھی تو مجھے فیل ہو کہ میری بیوی میرے ساتھ ہے۔

جب تم ساتھ چلتی ہو تو ایسا لگتا ہے کہ ساتھ کوئی بدمعاش قسم کا دوست ہے۔۔ماہا اس کی بات پر تپ گی تھی۔۔۔بکواس بند کرو اب تم میں نے کب کہا میرے ساتھ چلو۔۔

اب نیچے چلو گے یا یہی کھڑے فضول باتیں کرنی ہیں۔۔۔اچھا نا یار فیس واش تو کر لو جا کر ۔۔۔میری بھی کوئی عزت ہے یار۔۔

ماہا نے اس کو دور کرتے کہا جاؤ۔اب میں آتی ہوں۔۔فریش ہو کر اور زیادہ دماغ نا کھایا کرو میرا۔۔۔

زاویار مسکراتا ہوا نیچے جا رہا تھا اور ماہا اپنے روم کی طرف واپس مڑ گی تھی۔۔
اتنی دیر تک ماہا نیچے آئی تو وہی عورت ماہین کو گلاب جامن کھلا رہی تھی۔۔

۔ماہا اب پہلے سے بہتر حلیے میں تھی۔۔لیکن اپنی انہی جینز اور ٹی شرٹ کے ساتھ۔۔۔۔
اور سلام کرنے کے بعد فورا بولی یہ کیا بھی مجھ سے تو کسی نے پوچھا بھی نہیں نا میں نے اپنے ہونے والے جیجا کو دیکھنا ہے۔۔۔

اور آپ لوگ تو یہاں مبارک مباد دے رہے ہیں۔۔۔

علیزے اس کی بک بک کو بند کرنے کیلئے لیے بولی۔۔ یہ میری چھوٹی بیٹی ہے۔۔

اس کی مذاق کرنے کی عادت ہے۔۔ بہت باتونی ہے۔۔ وہ عورت علیزے کی بات پر مسکرا دی تھی۔۔

ارے کوئی بات نہیں بچیاں ہنستی مسکراتی ہی اچھی لگتی ہیں۔۔۔

ماہا کو تو شے مل گئی تھی۔۔ ارے آنٹی شکریہ آپ کا ورنہ یہاں تو سب میرے بولنے پر ڈانٹ دیتے ہے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ماہا نے سارے زمانے کی معصومیت چہرے پہ لاتے ہوئے کہا۔۔۔

جبکہ علیزے دانت پیستے رہ گئی تھی۔۔۔ اچھا مجھے بتائیں تو صحیح کہ میرے ہونے والے جیجا جی کہاں ہیں۔

۔علیزے نے اس کو گھورتے ہوئے کہا بیٹا وہ باہر ہے زاویار کے ساتھ جا کر مل لو لیکن کوئی مزاق نا کرنا۔۔۔ علیزے اس کو آنکھوں سے اشارہ کر رہی تھی کہ کوئی۔۔ فضول حرکت نا

کرے۔۔لیکن وہ بھی اشارے سے ماں کو بتا گئی تھی کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں رہنے والی۔۔۔

اور اپنے بالوں کو ہاتھ سے دور کرتی بڑے سٹائل میں وہاں سے جاچکی تھی اب اس کارخ باہر کی طرف تھا۔۔۔

لیکن باہر اس کو کوئی نظر نہیں آیا۔۔آنکھیں ادھر ادھر گھما کر دیکھا تو تو۔۔زاویار لان کے دوسرے کونے میں اس کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔
میڈم ماہا اچھلتی ہوئی وہاں جا پہنچی تھی۔۔اور زور سے بولی۔۔اوہیلو۔۔کیا کر رہے ہو۔۔خبردار جو ملنے کی کوشش کی تو۔۔اپنے ہاتھ اوپر کرلو ورنہ۔۔۔۔

وہ جو دونوں دوسری سائیڈ پر منہ کیے کھڑے باتیں کر رہے تھے۔۔بلکل خاموش ہو گئے۔۔لیکن زاویار جانتا تھا کہ یہ ماہا ہے۔۔۔اس لیے اپنا رخ اس کی طرف کیا اور بولا ہاں ورنہ کیا ہاں بولو زرا۔۔

۔ماہا اب اپنے دانت نکال کر ہنس رہی تھی۔۔۔ماہا ایسا کرتے ہیں کیا گھر آئے مہمان کے ساتھ اور یہ تو تمہارا ہونے والا جیجا ہے۔۔۔وہ جو تب سے ایسے ہی ساکن کھڑا تھا۔۔۔

اب پیچھے مڑا تھا۔۔لیکن اس کی شکل دیکھ کر ماہا کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔۔

اور سامنے کھڑے شخص کے چہرے سے بھی بے چینی صاف جھلک رہی تھی۔۔۔ماہا کے چہرے کے زاویے پل میں بدل چکے تھے۔۔اور وہ غصّے سے سامنے کھڑے شخص کو گھور رہی تھی۔۔۔

ماہا زور سے چلائی تھی۔۔تم۔۔۔تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔بولو۔۔۔تمہیں لگتا ہے میں اپنی بہن کا رشتہِ تم جیسے گھٹیا شخص سے ہونے دوں گی۔۔

۔اپنی ماں کو لو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔زاویار جو ابھی تک ماہا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔
سمجھنے سے قاصر تھا کہ ہو کیا رہا ہے۔۔

۔وہ ماہا کی طرف مکمل گھوم چکا تھا اور سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا۔۔۔ماہا کیا ہوا ہے۔۔۔کیوں ایسا
کہ رہی ہو۔۔۔
کیا تم دونوں پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہو۔۔۔

ماہا اب زاویار کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ہاں میں اس کو اچھی طرح جانتی ہوں
۔۔۔اور زاویار تم بھی سن لو اس سے ماہین آپی کا رشتہِ نہیں ہو گا۔۔۔

کہ دیا ہے بس میں نے۔۔۔اور اب کوئی بات نہیں ہو گی گی۔۔۔
میں جا رہی ہوں اندر اور مما بابا کو کہتی ہوں ابھی رشتے سے انکار کریں۔۔۔

فہد جو تب سے خاموش کھڑا تھا۔۔اس کے سامنے منت کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ماہا پلیز ایسا نا کرنا مجھے ماہین پسند ہے۔۔۔میں سچ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

خبردار جو میری بہن کا نام بھی کیا تو۔۔۔ماہا واپس اس کی طرف پلٹی تھی۔اور اس کو انگلی اٹھا کر وارن کیا تھا کہ اس کی بہن کا نام بھی نا لے۔۔۔

اور واپس جانے لگی کہ زاویار نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔۔۔ماہار کو۔۔پہلے مجھ سے بات کرو ۔۔بتاؤ کیا پرو بلم ہے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

۔

کیوں منع کر رہی ہو۔اچھا سنو سکون سے میری بات سنو پلیز۔۔۔کسی بھی کام میں جلد بازی نہیں کرتے ہیں۔۔۔

ابھی تم خاموش رہو۔۔۔ان کو سکون سے ایسے ہی جانے دو ہم شام میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔

اور پرومس میں تمہارے ہر فیصلے میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ لیکن پہلے سکون سے مجھے بتاؤ گی کے بات کیا ہے

۔۔۔

زاویار تم میرا ساتھ دو یا نا دو میں فیصلہ کر چکی ہوں کہ اس سے اپنی بہن کی شادی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فہد جھکے سر کر ساتھ پریشان کھڑا تھا۔۔۔۔

اور ماہا جاتے ہوئے بولی۔۔ زاویار میں ان کو تو سکون سے جانے دے رہی ہوں لیکن میرا فیصلہ اٹل ہے۔۔۔

اور میرے بابا میری بات سے کبھی انکار نہیں کریں گے۔۔۔اور رہی بات تمہاری تم ساتھ دو یا نا دو مجھے فوق نہیں پڑتا۔۔نا مجھے تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے آخری جملے نے زاویار کو کتنی تکلیف دی تھی۔۔

۔اور وہ نم آنکھوں سے اس کو جاتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

****

وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی یونی میں انٹر ہوئی تھی۔۔اور تقریباً بھاگتے ہوتے کوریڈور میں سے گزر رہی تھی کہ اچانک کسی سے ٹکرائی تھی۔۔

اور اس کی نامکمل اسائمنٹ کے پیج بکھر گئے تھے۔۔جن کو دیکھ کر ماہا کا غصّہ اور زیادہ ہو گیا تھا

۔

ایک تو وہ پہلے ہی لیٹ تھی اور اب یہ نئ مصیبت تھی کہ ساری اسائمنٹ پھر سے ترتیب دینی پڑتی۔۔۔

اور وہ سامنے ردیکھتے ہوئے بولی۔تیری تو سالے نظر نہیں آتا کیا۔

جبکہ پروفیسر صاحب نے اپنا چشمہ تھوڑا نیچے کیا۔۔اور اس کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا۔۔۔

اور جیسے ہی ماہا کی نظر اپنے ادھیڑ عمر پروفیسر پر پڑی۔۔اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔۔۔

کیونکہ کہ یہ وہی سر تھا جس کی اسائمنٹ تھی آج۔۔۔۔

اور ماہا نے مسکینوں والا چہرہ بنا کر سر کے سامنے سوری کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔سوری سر وہ مجھے لگا کوئی سٹوڈنٹ ہے۔۔

اوہ اچھا تو جیسے پتہ ہی نہیں کہ تم اور تمہارا سارا گروپ کتنی عزت کرتا ہے استاد کی۔۔ خیر کوئی بات نہیں۔۔ محترمہ اگر آپ یونی تشریف لے ہی آئی ہیں تو یہ سب سمیٹ کر زرا کلاس کا بھی رخ کریں۔۔۔

۔

ماہا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اب ساری کلاس کے سامنے اس کی کلاس لگنے والی ہے۔۔۔

وہ اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔۔اور پرفیسر صاحب کلاس روم کی طرف چل دیے تھے۔۔۔

جیسے ہی وہ کلاس میں داخل ہوئی۔تو سر طنزیہ مسکراہٹ سے اس کا ویلکم کرنے کھڑے تھے۔۔۔

ارے واہ سب سٹوڈنٹس کلیپنگ کر کے میڈم ماہا کا ویلکم کریں۔۔ماہا دروازے میں کھڑی کھا جانے والی نظروں سے ساری کلاس میں نظر دوڑا رہی تھی۔۔

سب اس کو دیکھ رہے تھے لیکن کسی کی ہمت نہیں تھی کہ کوئی بھی کلیپنگ کرتا۔۔۔

کیونکہ سب کو اپنی جان پیاری تھی۔۔۔

سر نے اس کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔۔ٹائم دیکھا ہے تم نے۔۔۔پندرہ منٹ لیٹ ہو۔تمہارا روز کا کام ہے لیٹ آنا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ماہا بھی اپنے نام کی ایک تھی۔الٹا جواب دیتی بولی سر آپ نے ہی میری چیزیں گرا دی تھی۔۔ دس منٹ تو چیزیں سنبھالنے میں لگ گئے۔۔

اس کی بات پر ساری کلاس میں ہنسی کی آواز گونجی جو کہ پروفیسر کی ایک سخت نظر سے غائب ہو گی تھی۔۔۔اور ماہا بنا پوچھے کلاس روم میں داخل ہوئی اور اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔

اور پروفیسر اس ڈھیٹ کو دیکھتے رہ گئے۔۔اور ایک ناگوار نظر اس پر اور اس کے گینگ پر ڈال کر لیکچر سٹارٹ کر چکے تھے۔

جب پروفیسر نے اسائنمنٹ چیک کی تو سب سے پہلے موصوفہ کو اٹھایا تھا۔۔لیکن اس کی اسائنمنٹ نامکمل تھی۔۔اس کا کھڑے رہنے کا کہا۔۔۔

اس گینگ کا آج بیڈ لک تھا۔۔۔اس کے بعد طلحہ۔۔حذیفہ۔۔حنااور مجرب کی باری تھی۔

۔

میرب کے علاوہ سب کے چہروں پر اس وقت دنیاجہاں کی معصومیت تھی۔۔

اور ماہا کے ساتھ آج سب کی اچھی خاصی کلاس لگائی تھی پروفیسر نے اور یہی اسائنمنٹ تین تین دفع کرنے کو دے دی تھی۔۔لیکن یہاں پرواہ کس کو تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(ایک دفع تو مکمل نہیں کی کسی نے بھی تین دفع تو ضرور کرتے.)

کلاس میں آج ایک نیا چہرہ تھا جو کہ ان ڈھٹائی کو دیکھ رہا تھا۔۔ جیسے ہی کلاس ختم ہوئی ان سب نے شکر کا کلمہ ادا کیا تھا۔اور اپنے بیٹ بال کر کر وہ میدان میں موجود تھے۔۔

😎 *"یہاں کے ہم سکندر"*

یہ ان کے گینگ کا نام تھا۔اور وہ صرف نام نہیں سچ میں یونی اور اپنے علاقے میں سکندر تھے۔

🤞🔥 *انٹروڈکشن۔آف یہاں کے ہم سکندر*

سب سے پہلے ماہا جو کہ گینگ کی لیڈر تھی۔ماہا جو کہ ماں باپ کی دوسری اور آخری اولاد ہے۔۔اس سے بڑی ایک بہن ماہین ہے۔۔

اس کے بعد طلحہ اور حنا جو کہ کزن ہیں۔۔اور ماہا کہ محلے میں ہی رہائش پذیر ہیں۔۔اور حذیفہ ماں باپ کی اکلوتی اولاد۔۔

اور اب باری میرب کی۔میرب ان کی یونی میں دوست بنی۔۔باقی سب بچپن سے دوست تھے۔۔۔یونی نے کچھ دیا یا نہیں لیکن ایک اچھی دوست ضرور دی تھی۔۔

جو کہ ایک بہت امیر گھرانے سے تعلق رکھتی ہے اس کے بابا ملک کے مشہور بزنس مین ہیں اور یہ لگژری لائف انجوائے کر رہی ہے۔۔

باقی سب کے اچھے گھروں سے تعلق رکھتے ہیں سب کے اپنے کاروبار ہیں۔۔اور اچھی زندگی 😊 گزار رہے ہیں۔

Clubb of Quality Content!

آج ان سب کی زندگی میں ایک اور شخص کا اضافہ ہونے والے ہے خاص طور سے ماہا کی (زندگی میں۔۔۔

ناول ہمنشیں

رائٹر عشرت راجپوت

قسط نمبر۔2*

ماہا اور اس کے دوست گراؤنڈ میں کھیل رہے تھے۔۔ماہا بیٹنگ کر رہی تھی۔ جیسے ہی طلحہ نے بال کروائی ماہا نے زور سے شاٹ ماری تھی۔۔ بال باؤنڈری کے باہر گئی تھی۔۔ جس پر حنا اور ماہا نے زوردار چیخ لگائی تھی اور ان کی ٹیم جیت گئی تھی۔۔۔ یہ صبح کی رہ جانے والی گیم پھر سے سٹارٹ کی تھی۔ طلحہ تو منہ بنا کر سائیڈ پر جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

کیونکہ کہ جناب بڑے دعوے کر کے میدان میں اترا تھا کہ تم لڑکیوں کو جیتنے نہیں دوں گا۔۔۔

گروپ میں لوگ کم تھے۔۔۔ لیکن ان کی مکمل ٹیم ہوتی تھی ان کے ساتھ یونی میں کھیلنے (والے لوگ بھی تھے اور محلے میں کھیلنے کے لیے بھی۔۔

ایک چہرہ ان کو دور سے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔اس نے ان کی گیم سٹارٹ سے اب تک ساری دیکھی تھی۔۔

ماہا چلتی ہوئی طلحہ اور اس کی ٹیم کے پاس پہنچی اور زور سے اس کے کندھے پر ایک مکا رسید کیا۔۔۔ہاں اب بولو کیا کہہ رہے تھے کہ مجھے آؤٹ کرنا تیرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔۔۔ادھر آؤ زرا ماہا نے بیٹ اس کی طرف گھمایا تھا۔۔۔اور طلحہ اس کے ارادے بھانپ گیا تھا۔۔اس لیے اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا۔۔۔اور باقی سب اس کو دیکھ کر اپنے اپنے جبڑوں کی نمائش کر رہے تھے۔۔

ابھی وہ گراؤنڈ کے لاسٹ تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ سامنے سے کسی نے پکڑ کر جنجھوڑا تھا۔وہ بھاگ رہا تھا تبھی اس کو سنبھلنے میں مشکل ہوتی تھی۔۔سامنے والے شخص نے اس کو کالر سے پکڑ رکھا تھا۔

جبکہ یہ منظر دیکھ کر سب کے دانت منہ میں چلے گئے تھے۔اور ہنسی کی جگہ اب کچھ چہروں پر تعجب اور کچھ چہروں پر غصّہ نمودار ہوا تھا۔۔

یہ منظر دیکھ کر اجنبی شخص کوان کا کھیل دیکھ رہا تھا۔۔ بازو باندھے سیدھا کھڑا ہو گیا اور (آنکھیں چھوٹی کیے اس منظر کو تعجب بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

ماہا اور اس کے سب دوست یہ دیکھ کر ان کی طرف آنے لگے تھے۔۔ طلحہ نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان اس سے چھڑایا تھا۔۔اور سامنے والے کے جبڑے پر ایک گھونسہ جڑ دیا تھا طلحہ اس کو گھورتے ہوئے بولا تھا تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی۔۔

تب تک ماہا اور باقی سب وہاں پہنچ چکے تھے۔۔

دراصل یہ وہ سٹوڈنٹ تھا جو نیو سٹوڈنٹ سے ریگنگ کے نام پر بدتمیزی کر رہا تھا۔ کچھ (نیو سٹوڈنٹ سے ان کے بیگ لے کر ان کے ساتھ پر باندھ دیے تھے اور ان کو اب پیچھے کی طرف بھاگنے کا کہہ رہا تھا۔۔۔ سامنے کی طرف بھاگنا آسان ہوتا ہے لیکن بیک سائیڈ بھاگنا سٹوڈنٹ منہ کھولے اس کو دیکھ رہے تھے جو اپنے پورے گروپ کے ساتھ کھڑا ان کو آڈر دے رہا تھا۔۔

اس نے سب سے پہلے ایک لڑکے کو پکڑا اور اس کا بیگ اس کے۔ سر پر باندھا اور اب بھاگنے کے لیے اس کو پیچھے کی طرف پش کیا تھا اور وہ لڑکا نا چاہتے ہوئے بھی بھاگ رہا تھا۔۔۔

اور سنی زور سے چلا رہا تھا اور تیز اور تیز بھاگو۔۔اس کو پیچھے کون ہے وہ کس سے ٹکرا رہا ہے کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ان کے گروپ کا ہی ایک لڑکا ہی بھاگ کر اس کے پیچھے ہوا اور جیسے ہی وہ نیو سٹوڈنٹ اس سے ٹکرایا تھا۔

اس نے زور سے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور اس کو دفع ہو جانے کو کہا۔۔اور وہ نیو سٹوڈنٹ نم آنکھوں سے اس کو دیکھتا ہی رہ گیا جبکہ سنی ابھی تک چلا رہا تھا۔

۔بھاگو تیز بھاگو۔۔۔جلدی کرو۔۔وہ ان جاہلوں کو دیکھتا پیچھے کی طرف بھاگ رہا تھا۔یونی کے بہت سے سٹوڈنٹ یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔۔دوسری طرف سے ماہا اور اس کا گروپ کنٹین سے واپس آرہے تھے۔۔

وہ لڑکا پیچھے کی طرف بھاگتے ہوئے دوسری طرف سے آتی ماہا سے ٹکرایا تھا۔۔ماہا غصّہ سے بولی تھی۔۔۔سالے نظر نہیں آتا کیا۔۔اور ماہا کا ہاتھ جو تھپڑ مارنے کے لیے اس نے اٹھایا تھا ۔۔

وہی رک گیا۔۔اور وہ حیرانگی سے اس سٹوڈنٹ جا چہرہ دیکھنے لگی تھی۔کیونکہ اس سٹوڈنٹ کی آنکھیں نم تھی اور منہ پر پانچ انگلیوں کے نشان تھے۔

ماہانے ہاتھ نیچے کیااوراس کو غور سے دیکھنے لگی۔ سنی کی آواز پھر سے آنے لگی۔۔۔بھاگو جلدی بھاگو۔اور وہ سٹوڈنٹ پھر سے بھاگنے لگا تھا۔۔لیکن ماہانے اس کے سر پر بندھے بیگ سے پکڑ کر اس کو روک دیا تھا۔

کیونکہ وہ سنی کی آواز سن کر سب سمجھ چکی تھی۔۔اس لیے وہ اس سٹوڈنٹ کا ہاتھ پکڑ کر سنی تک لائی تھی۔اور اس سٹوڈنٹ سے پوچھا تمہیں یہ کرنے کے لئے اس سنی نے کہاہے۔اس سٹوڈنٹ نے ہاں میں سر ہلا دیا تھا۔

ماہانے اس سے پوچھا کہ تھپڑ کس نے مارا ہے۔۔جس پر وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔ان کے ارد گرد ایک ہجوم جمع ہو چکا تھا۔ماہااور اس کا گروپ سنی کے گروپ کو گھیرے کھڑے تھے ۔۔ماہانے چلا کر پوچھا بولو کس نے تھپڑ مارا ہے تمہیں اس سٹوڈنٹ نے سنی کے دوست کی طرف اشارہ کیا تھا

جس کا نام سمیر تھا۔ ماہا نے اس سٹوڈنٹ کو کہا کہ واپس تھپڑ مارو اس کو۔ جبکہ وہ سٹوڈنٹ پریشان کھڑا کبھی ماہا کا منہ دیکھتا تو کبھی سمیر اور سنی کا سنی جو اس سٹوڈنٹ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

تو وہ سٹوڈنٹ ایک قدم پیچھے ہوا تھا ماہا اس کی طرف مکمل گھوم گئ تھی۔۔ اور اس کو گھورنے لگی۔۔ سنی سے زیادہ اس سٹوڈنٹ کو ماہا سے ڈر لگا تھا۔ ماہا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اور کہا تھپڑ مارو ورنہ میں تمہیں تھپڑ مارو گی۔۔

اب وہ گھبرایا ہوا اپنے ارد گرد جمع سٹوڈنٹس کو دیکھنے لگا تھا۔۔ ماہا نے اس کا کہا کہ سمیر کا تھپڑ مارو اور اس سنی سے تو کیا یہاں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔

اس سٹوڈنٹ کی دھڑکن بہت تیز دھڑک رہی تھی۔۔ سنی اور اس کے گروپ کا زوردار قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔ اور سنی اس سٹوڈنٹ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ یہ۔۔۔۔ یہ تھپڑ مارے گا۔۔ اس کی شکل تو دیکھو زرا۔۔ اس جیسوں کو تو میں اپنے جوتے کے برابر بھی نا سمجھوں۔۔۔

اور تم اس سے میرے دوست کو تھپڑ مارنے کا کہہ رہی ہو۔ اس کی بکواس سن کر ماہا نے ایک زوردار مکا اس کے جبڑے میں مارا سنی کا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔۔

جہاں خون کے کچھ قطرے نظر آنے لگے تھے۔۔ سنی نے اپنے ہونٹ کو چھوا تو اس کی انگلی پر خون لگا تھا۔۔ جیسے اس سنی نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی حذیفہ ماہا کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا اور دوسرا مکا اب حذیفہ نے اسے مارا تھا۔

اس حذیفہ اس کو گھورتے ہوئے بولا خبردار اِیسا سوچا بھی تو تمہارا وہ حشر ہو گا سات جنم تک نہیں بھول سکو گے۔۔ اب سنی غصّہ سے بھری۔ نظروں سے ان سب کو گھور رہا تھا۔۔ ماہا نے اپنے پیچھے کھڑے سٹوڈنٹ کو کھینچ کر آگے کیا اور کہا کہ آخری دفع کہہ رہی ہوں تھپڑ مارو۔ سمیر نے اس کو دیکھ کر زمین پر تھوکا تھا اور بولا اس کی اتنی اوقات نہیں ہے۔۔۔ اس کی بات سن کر وہ سٹوڈنٹ آگئے بڑھا اور ایک زوردار تھپڑ اس کی منہ پر جڑ دیا تھا۔۔۔

ماہا اور اس کے گروپ کی وجہ سے اس کو ہمت ملی تھی اور دوسرا سنی اور سمیر کے لفظوں نے اس کی آنا پر چوٹ کی تھی۔۔ ابھی سمیر اس سٹوڈنٹ کا مارنے کے لیے آگے بڑھنے والا تھا کہ پروفیسر ندیم کی نظر اس جھرمٹ پر پڑی جو کہ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ اور پروفیسر نے اونچی آواز میں پوچھا تھا کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔

جیسے ہی پروفیسر کی زوردار آواز جیسے ہی سٹوڈنٹس کے کانوں میں پڑی۔۔ایک سیکنڈ کے اندر اندر سٹوڈنٹس غائب ہو چکے تھے۔۔

سنی اور اس کے دوست بھی پتلی گلی سے نکل لیے تھے۔۔ لیکن سنی جاتے جاتے ۔۔وارننگ دے رہا تھا کہ تم لوگوں کو چھوڑوں گا نہیں۔۔ لیکن یہاں اس کی وارننگ کی کس کو پرواہ تھی۔۔

اب وہاں صرف ان کا گروپ اور وہ سٹوڈنٹ موجود تھا۔ طلحہ نے پانی کی بوتل بیگ سے نکال کر اس سٹوڈنٹ کو دی تھی۔۔اب وہ سب اس سٹوڈنٹ کو لیے یونی کی فرنٹ سیڑھیوں پر بیٹھے تھے۔۔حنا نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام عادی بتایا تھا۔

۔اب میرب اس سے سوال پوچھ رہی تھی۔۔عادی تم کیوں ان لوگوں کی بات مان کر خود کا مزاق بنوا رہے تھے۔اب طلحہ بولا تھا۔۔ تمہیں ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی اگر نیو ہو تو کیا ہوا۔۔

یہاں ں کسی کو نہیں جانتے لیکن تم پرنسپل کے آفس تو جا سکتے تھے نا۔۔اب ماہا بولی تھی۔۔ اب تم کسی سے نہیں ڈرو گے آئی سمجھ۔۔

"*جو ڈراتا ہے واپس ڈراؤ اس کو جو دھمکی دیتا ہے واپس دھمکی دو اس کو*"

میرب فوراً سے بولی تھی بلکل

قیدی نمبر 804

نے بھی یہی پیغام دیا ہے ہمیں۔۔میرب کی بات سن کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔۔

یہ ساری روداد اس اجنبی شخص کو ساتھ کھڑے سٹوڈنٹ نے بتائی تھی۔۔جو کہ سب کی طرح آگے ہونے والی لڑائی دیکھنے کے لیے بے تاب کھڑے تھے۔۔۔5*

ماہا اور اس کے گروپ نے عادی کو سمجھا دیا تھا۔۔کے کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اگر کوئی زیادہ بڑا بدمعاش بن کر دکھائے تو اس کو ہمارے پاس لے آنا ہم بھی دیکھیں ہم سے بڑا ڈون کون پیدا ہوا ہے ہماری ہی یونی میں جو بدمعاشی کرتا ہے۔

عادی کو اس کے کلاس روم تک چھوڑ کر آئے تھے طلحہ اور حذیفہ اور ساری یونی میں کہہ دیا کہ کوئی ریگنگ کے نام پر فضول کام نا کرے۔۔

آج اس بات کو دو دن گزر گئے تھے۔اور سنی پھر سے ان سب سے الجھنے پہنچ گیا تھا۔

طلحہ نے سنی کو سنی کو جو مکا مرا اس کے بدلے میں سنی نے بھی وار کیا تھا۔اور طلحہ کا سر چکرا گیا تھا۔۔ لیکن وہ فوراً سے سنبھلا تھا اور اس کے سر پر وار کرنے لگا تھا کہ حذیفہ اور ماہا آگے ہوئے تھے۔۔وہ لڑائی ختم کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے تھے۔۔

لیکن متبادل کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا اس نے ایک جھٹکے سے ماہا کس دھکا دیا ماہا نے اس کو کھینچ کر پیچھے کیا ہوا تھا۔۔تو وہ دور ہوئی۔ طلحہ اور حذیفہ کے مقابل حنا اور میرب آ کھڑی ہوئی تھی ۔سنی نے پانی طرف سے حذیفہ پر وار کیا تھا کیونکہ طلحہ کو تو حذیفہ کھینچ کر پیچھے کر چکا تھا۔۔

لیکن حنا جو حذیفہ کے بلکل ساتھ تھی۔ سنی کا ہاتھ حنا پر اٹھا تھا۔۔

جو ان سب کے لیے ہی نا قابل برداشت تھا۔۔اور جبکہ طلحہ کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا۔۔ماہا نے سنی کے سر میں بیٹ مارا تھا۔۔وہی بیٹ جو اس نے تھوڑی دیر پہلے طلحہ کی طرف گھمایا تھا۔ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔۔

جس سے سنی کے سر پر گہری چوٹ لگی تھی۔۔اور وہ زمین پر اوندھے منہ جا گرا تھا۔حنا اب تک اپنا منہ سہلا رہی تھی میرب اس کو لے کر سائیڈ پر ہو گئی تھی۔۔ سمیر نے جب سنی کو

گرتے دیکھا تو ماہا کی طرف بھاگ کر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔ لیکن ماہا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر موڑ دیا تھا جس سے اس کی زوردار چیخ نکلی تھی۔۔

سنی کے گروپ کے باقی لوگ بھاگ گئے تھے۔ کیونکہ انہی اپنی دھلائی ہوتی صاف نظر آرہی تھی۔۔

طلحہ نے دیوانہ وار سنی کو لات مارنا شروع کر دی اور اس پر جھک کر اس کے منہ کا نقشے کو بگاڑ ڈالا تھا۔۔اس کے ساتھ ہی حذیفہ اور ماہا نے لاتوں اور مکوں سے اس کی خاطر تواضع کی تھی

اور وہ نیا آنے والا ان کا کلاس میٹ آنکھیں کھولے حیرانگی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔اسے) یقین نہیں آرہا تھا کہ لڑکی بھی اس قدر اس لڑائی میں شامل ہوگی۔وہ حیرانگی سے منہ کھولے کھڑا تھا جب اس کے ساتھ والے نے اس کا منہ بند کیا اور کہا بھی تیرے لیے یہ نیا ہے سب کچھ۔۔ ہمیں تو عادت ہے۔

ہر دوسرے دن کسی نہ کسی کی موت آجاتی ہے ان کے ہاتھوں۔۔ تم یہاں نیو ہو اس لیے سمجھا رہا ہوں ان سے دور رہنا۔۔ بہت خطرناک ہیں۔

۔ایک بار کوئی پنگا لے لے تو قبر تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔۔سب کے سب پاگل ہیں۔

سامنے والے نے مسکرا کر ماہا کو دیکھا تھا جو سنی کو مارنے میں مصروف تھی۔

۔کوئی بات نہیں ہم بھی پاگل بن جاہیں گئے ان پاگلوں کے ساتھ۔۔اگر پاگل اتنے خوبصورت ہوں تو کوئی مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے۔۔ 🤩۔)

ماہا اور اس کا گینگ سنی کی دھلائی کرنے کے بعد کینٹین کی طرف چل دیے تھے ان سب کو پتہ تھا کہ کل پھر سے ان سب کی کلاس پرنسپل کے آفس میں ہو گی۔اور بہت سپیشل والی کلاس ہو گی۔۔

ان یہاں پرواہ کسے تھی۔وہ سب حنا کرارد گرد جمع تھے۔۔طلحہ رومال سے اس کا گال صاف کر رہا تھا۔باہر کچھ نہیں لگا تھا گال پر لیکن طلحہ سے یہ برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ سنی نے ہاتھ کیسے لگایا۔۔

لیکن ماہا نے اس کے پاس بیٹھے ہوئے کہا کوئی بات نہیں اتنی بہادر تو ہے حنا کے ایک تھپڑ برداشت کر سکیں لیکن افسوس کہ میرے ہاتھوں بچ گئی۔۔جو کل اس نے میرے بیگ سے میرا لنچ باکس نکال کر تم سب کے حوالے کر دیا۔۔

ماہا کی بات سن کر سب ہنس پڑے تھے حنا بھی لیکن تھا طلحہ صرف ان سب کا دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔ماہا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور کہا طلحہ کچھ نہیں ہوتا یار بس کرو۔

اور ویسے بھی اس کی اچھی خاصی دھلائی کر کے ہیں ہم آگے سے کسی کے ساتھ بھی پنگا لینے سے پہلے سوچ گا۔۔

یونی ٹائم ختم ہو چکا تھا اور آہستہ آہستہ سٹوڈنٹس یونی سے جانے لگے تھا اور سیکنڈ شفٹ کے سٹوڈنٹس آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔

زاویار نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کیا تھا۔اس کی آواز پر سلمہ کچن سے باہر آئی اور اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔۔۔ کیسا رہا آج کا پہلا دن۔۔

سلمہ نے سوال کیا تھا جبکہ زاویار صوفے پر تقریباً گرتے ہوئے بولا تھا۔۔بس نا پوچھے مما آپ۔۔آج تو میں نے آپنی زندگی کا سب سے بڑا ایڈوانچر دیکھا ہے۔

سلمہ اس کو پانی پیش کرتے ہوئے بولی تھی کیوں ایسا کیا ہوا تھا۔۔زاویار نے پانی پینے کے بعد ساری روداد آنا دی۔۔اس کی مما کو کوئی شک نہیں لگا تھا اس کی بات سن کر۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیونکہ وہ ایسے نمونوں کو پہلے سے جانتی تھی۔۔بلکہ انہی ہی نمونوں کو۔۔اس کا مما نے ہنسے ہوئے کہا بیٹا جی اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ایسے نمونے روز دیکھنے کو ملے گے یہاں۔۔

زاویار نے حیران ہوتی پوچھا تھا کیا میں مما۔۔لیکن اس کی ماں نے بات ٹال دی اور کہا کچھ نہیں یہاں رہا گے تو سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔۔تم لان میں جا کر بیٹھو میں تمہارے لیے چائے لاتی ہوں۔۔

زاویار باہر لان میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔۔لیکن سامنے کھڑکی کو گھور رہا تھا۔۔تین کھڑکیاں باہر کی سائیڈ پر تھی۔۔لیکن تینوں کے شیشے ٹوٹے ہوئے تھے۔۔وہ اپنے اتنے خوبصورت بنگلہ نما گھر کو دیکھ رہا تھا۔

اس گھر کی ہر طرف سے شاندار لک تھی۔لیکن ان کھڑکیاں کی وجہ سے سب خراب لگ رہا تھا۔۔اس نے وہی بیٹھے بیٹھے ایک ملازم کو کہا کے شام تک یہ کھڑکیاں مجھے بلکل ٹھیک چاہیے ہیں۔۔۔

تب تک اس کی مما چائے لے آئے تھی۔اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا بیٹا رہنے دو۔۔کیا ضرورت ہے تمہارے بابا کروالیں گئیں نا۔۔تم چاہے پیو اور آرام کرو جا کر ۔۔

ماہا گھر پہنچی تھی اور ہمیشہ کی طرح بیگ صوفے پر اچھال دیا تھا اور کچن میں گھس گئی تھی۔۔ اور کھانے کے لیے کچھ ڈھونڈ رہی تھی لیکن کچھ نہیں ملا تو زور زور سے ماہین کو آوازیں دینے لگی تھی۔۔ماہین آپی۔۔

کہاں ہیں یار آپ کچھ کھانے کے لیے بھی موجود نہیں ہے۔۔مجھے بھوک لگی ہے جلدی کچھ دیں ورنہ میں بھوک سے ہی مر جاؤ گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

۔ماہین کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولی تھی۔کیا ہو گیا ہے صبر نہیں ہوتا کیا۔۔تم سے زرا بھی۔۔سکون سے بیٹھو دیتی ہوں۔کچن میں سب موجود تھا لیکن موصوفہ کچن تک آئی یہی بہت بڑی بات تھی۔

ماہین نے کھانے دیتے ہوئے اوپر سے نیچے تک اس کا جائزہ لیا تھا۔۔ماہااس کو گھور کر بولی تھی کیا ہے کیوں ایسے دیکھ رہی ہو۔۔ماہین نے آنکھیں چھوٹی کوتے اس کو غصے سے دیکھا تھااور کہاآج پھر کسی کی موت آئی تھی کیا تمہارے ہاتھوں۔

ماہانے ایک سٹائل سے بال پیچھے پھیکے اور اتراتے ہوئے بولی۔۔۔میرے ہاتھوں نہیں ہمارے ہاتھوں۔۔ماہین کو ایک لمحہ لگا تھا ساری بات سمجھنے میں۔۔ماہین نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔۔

اور خاموش ہو گی تھی۔۔کیونکہ ماہا کو سمجھانا فضول تھا۔مذہا کھانا کھا کر سو گئ تھی۔۔جب اٹھی تو سب لان میں موجود تھے۔۔وہ بھی اچھلتی ہوئی لان میں آگئ۔لیکن ساتھ والے گھر کی کھڑکی کی شیشے لگا ہے جارہے تھے۔۔ماہا یہ دیکھ کر ہنسنے لگی تھی

لگتا ہے ماما آپ کی دوست کے پاس زیادہ پیسے ہیں۔۔ تبھی ضایع کر رہی ہیں۔۔ان کو پتہ بھی ہے شام تک یہ شیشے میرے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے پھر بھی۔۔اپنے گھر کی کھڑکی کو نیو لک دینے کی ناکام کوشش کر رہی ہیں۔۔

ماہا کی ماما نے اس کو ڈانٹا تھا۔۔خبردار ماہا اگر تم نے اس طرف بال پھینکی تو ابھی سمجھا دہی ہوں مجھے تمہاری کوئی شکایت نا ملے۔۔۔ماہا اپنی بتیسی نکالتی بولی۔۔یہ تو شان تک آپ خود دیکھ لیں گی۔۔

زاویار کی محنت اور پیسوں پر ماہا اپنی بال مارنے والی تھی۔۔۔۔لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھا۔۔6*

ماہا اور اس کے دوست روز کی معمول کے مطابق شام 4 بجے گلی میں کھیلنے کے لیے موجود تھے۔ان کی گھروں کے سامنے کافی کھلی جگہ تھی۔۔لیکن پھر بھی وہ تھی تو ایک گلی ہی نا۔۔ کرکٹ گلی میں نہیں گراؤنڈ میں کھیتے ہیں۔۔

لیکن اس بات کا ان سب کا کیا تعلق تھا۔۔انہی تو صرف کھیلنا ہوتا تھا۔پھر چاہے گلی ہو گراؤنڈ ہو۔اب پہلی باری طلحہ کی ٹیم کی تھی۔

اور ماہا کی ٹیم فیلڈ نگ کے لیے کھڑی تھی جبکہ وہ خود بال ڈال رہی تھی۔۔ماہا نے زوردار باؤنسر بال کروائی تھی۔۔جیسے طلحہ نے باخوبی شاٹ کی صورت میں گلی کی دوسری سائیڈ تک پہنچا دیا تھا۔۔ماہا اور اس کی ٹیم نے اللہ اللہ کر کے فیلڈ نگ کی تھی۔۔

کیونکہ میڈم ہمیشہ پہلی باری کے لیے لڑتی تھی۔۔اور آج کا ٹاسک طلحہ کی ٹیم نے جیتا تھا اور انہوں نے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

طلحہ اور حذیفہ کی ٹیم اب فیلڈ نگ کر رہی تھی۔ جیسے ہی حذیفہ نے بال ڈال ماہا نے زور سے بیٹ کھایا تھا۔۔اور اور بال سامنے سے آتی گاڑی کے شیشے کو توڑ چکی تھی۔

جس کی ان میں سے کسی کو پرواہ نہیں تھی۔اب وہ لڑکا جو طلحہ کی ٹیم کی طرف سے کھیل رہا تھا ۔۔وہ بال لینے کے لیے گاڑی تک پہنچا تھا۔۔لیکن گاڑی میں سے ایک لال پیلے ہوتے نوجوان کو دیکھ کر پیچھے ہوا۔۔

زاویار کے چہرے پر غصّہ واضح نظر آ رہا تھا۔۔ماہا وہی کھڑی زرو سے چلائی تھی۔۔یار جلدی بال لے کر آؤ۔۔اس لڑکے نے زاویار سے بال مانگی تو زاویار نے پہلے اس کو گھور کر دیکھا اور پھر گاڑی کے شیشے کو۔۔کیا بال چاہیے۔۔

ادھر آؤ دیتا ہوں تمہیں۔۔پہلے یہ جو نقصان کیا ہے اس کا جواب تو دو۔ تم جانتے بھی ہو کتنا نقصان کر دیا ہے تم نے میرا۔

اس لڑکے نے زاویار کو کہا میں بیٹنگ نہیں کر رہا۔۔اس لیے مجھے بال واپس دو۔۔زاویار نے صاف منع کر دیا۔۔ماہا جو آیک گھنٹے سے فیلڈ نگ کر رہی تھی اس کی باری پر ایک نیا تماشا کھڑا ہو گیا تھا۔۔

اب سب کے سب بال لینے گاڑی کی طرف آ رہے تھے۔۔ماہا نے اس لڑکے کو ڈانٹتے ہوئے کہا اتنی دیر لگتی ہے کیا بال واپس لانے میں۔۔ لیکن اس کر جواب میں زاویار بولا تھا۔

محترمہ بال کی فکر ہے آپ کو اور یہ جو میرا نقصان کیا ہے۔۔یہ کون بھرے گا۔۔اب سب کے چہرے زاویار کی طرف تھے۔۔زاویار نے ان کو دیکھ کر ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی۔افف اللہ یہ پاگلوں کا ٹولہ۔۔

یہاں بھی۔۔۔ماہا نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا تھا۔اس کے دوسرے ہاتھ میں بیٹ تھا۔

ماہا نے اس کو کہا تم سے کس نے کہا تھا یہاں گاڑی لے کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ تمہیں نظر نہیں آتا یہاں ہم کھیل رہے ہیں۔

زاویار آنکھیں پھاڑے اس پاگل کو دیکھ رہا تھا اور پھر ایک نظر گھما کر اس گلی کو دیکھا تھا۔۔

لڑکی تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا یہ کوئی گراؤنڈ ہے جہاں تم سب کھیل رہے ہو۔اور گاڑی اگر یہاں نہیں ہو گی تو کہاں ہو گی۔۔

ماہا نے بیٹ اپنے کندھے پر رکھا اور اس کے سامنے ہوتے ہوئے بولی تھی۔۔

جس طرح اس لئے کے سب لوگ اپنی گاڑی کی حفاظت کی خاطر وہاں دور کھڑے کرتے ہیں تمہیں بھی وہی کرنی چاہیے تھی۔۔ماہا نے ہاتھ سے اشارہ کیا تھا۔۔جہاں سڑک کے پار کچھ جگہ تھی اور وہاں کچھ گاڑیاں کھڑی تھی۔۔

زاویار منہ کھولے دیکھ رہا تھا۔۔کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔۔مطلب تم لوگ یہاں کھیلتے ہو اس لیے سب گاڑی وہاں کھڑی کرتے ہیں۔۔حذیفہ بولا تھا۔۔

جی ہاں بلکل یا اپنی گاڑی وہاں کھڑی کریں یہ پھر اپنے گھر کے گیراج میں۔۔یہاں لے کر آؤ گے تو یہی ہو گا۔۔ماہا آگے بڑھی اور اس کی گاڑی سے بال نکال لی۔۔اور کہا۔۔

Clubb of Quality Content

آج تو یہ حرکت کی ہے آئندہ ہم سے پنگا نا لینا۔۔ورنہ۔۔ماہا نے بیٹ گھمایا تھا۔۔زاویار سمجھ چکا تھا وہ کیا کہہ رہی ہے۔۔

وہ پہلے سے ان سب کا یونی والا تماشا دیکھ چکا تھا اس لیے ایک پل کے لیے خاموش ہوا کہیں یہ پاگل سچ میں نا لڑ پڑے۔۔

وہ اپنی بال لے کر جا چکی تھی اور زاویار ان کا منہ دیکھتا رہ گیا تھا۔۔اور زور سے گاڑی کو لات ماری تھی۔ لیکن افسوس کہ اس کے پاؤں میں درد ہوا تھا۔

وہ اپنی گاڑی گھر میں لے گیا تھا۔۔ابھی وہ گھر میں پہنچا ہی تھا کہ زور سے شیشے ٹوٹنے کی آواز آئی۔۔اس کو لا شاید گاڑی کا شیشہ ٹوٹنے کی آواز اب تک اس کے کانوں میں گونج رہی ہے۔۔

لیکن جب اوپر سے کانچ ٹوٹ کر نیچے گرا تو پتہ چلا کہ یہ وہی کھڑکی ٹوٹی ہے جس کو ابھی کچھ دیر پہلے ٹھیک کروایا تھا۔

زاویار سمجھ چکا تھا کہ یہ ان سب کی ہی حرکت ہے۔۔وہ زور سے چلایا تھا۔۔اس کی مما بھاگ کر باہر آئی تھی۔ کیا ہوا زاویار۔۔ کیوں چلا رہے ہو۔۔

زاویار غصے میں جل رہا تھا۔ مما میرا خیال تھا آپ کو کانچ ٹوٹنے پر اتنا گھبرانا چاہیے تھا۔

سلمہ کو ساری بات سمجھ آئی۔۔اس کو لگا کہ اس نے آج ہی کھڑکی ٹھیک کرواہی ہے اور آج ہی کانچ ٹوٹ گیا اس لیے غصّہ کر رہا ہے۔۔

لیکن سلمہ بیگم کو یہ نہیں پتہ تھا کہ زاویار گاڑی کا شیشہ توڑوا کر ان سب سے الجھ کر آیا ہے۔۔

حنا نے ماہا کی کمر میں ایک مکا رسید کیا تھا اور کہا۔۔اب تم ہی جاؤ گی بال لینے۔۔آج ہی نیو لگوایا تھا شیشہ۔۔اور تم نے توڑ دیا۔

جاؤ تم سے تو کچھ نہیں کہیں گے تم جاؤ کیونکہ باقی کوئی جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔۔ماہا نے کہا دفع ہو جاؤ سارے کے سارے بزدل ہو۔۔

باقی سب کو پتہ تھا کہ وہ گاڑی لے کر اسی گھر میں گیا ہے اس لیے کسی نے بھی اندر جانے کی زحمت نہیں کی۔۔اور ماہا کو ہی بال لینے بھیجا تھا۔۔

زاویار کی مما اس کو کول ڈاؤن ہونے کو کہ رہی تھی۔۔اور اس کو پانی دیا تھا۔۔اتنی دیر میں ماہا اچھلتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی تھی اور اونچی آواز میں سلام کیا تھا۔

سلمہ بیگم نے پیچھے گھوم کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔اور سلام کا جواب دیا تھا۔۔اس کی آواز سن کر زاویار کے غصے میں اضافہ ہوا تھا۔۔

لیکن ماہا اس کو دیکھ نہیں پا رہی تھی کیونکہ سامنے سلمہ بیگم تھی۔۔ماہا نے ہنس کر کہا تھا آنٹی وہ ۔۔

ماہا نے اوپر کی طرف اشارہ کیا اور سلمہ نے سمجھتے ہوئے ہاں میں گردن ہلا دی تھی۔۔

زاویار حیرت سے آنکھیں پھاڑے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔۔ماہا اچھلتی ہوئی اوپر کی طرف جانے لگی تو ساتھ رکھے گملے کی موت اس کے ٹکرانے سے ہو گی۔۔

ماہا نے اپنی بتیسی کی نمائش کرتے سلمہ بیگم کو دیکھا تھا۔۔اور اوپر کی طرف چل دی۔۔

زاویار ماں کو گھور رہا تھا کہ اس کو کچھ کہا کیوں نہیں ہے۔۔جب سے اس کی شکل دیکھی ہے نقصان پر نقصان ہو رہا ہے۔۔ماہا اوپر جا چکی تھی۔۔وہ ادھر ادھر بال دیکھ رہی تھی۔

تو اس کی نظر سامنے والے کمرے پر گئی۔۔ارے واہ آج تو بڑی صفائیاں کروائی ہیں آنٹی نے۔۔لیکن اس روم میں ہے کون۔۔ماہا چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی۔۔

اس کی نظر سامنے رکھی پسٹل پر پڑی۔۔اور اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔۔ارے واہ ماہا کیا قسمت ہے۔۔ بابا تو اپنی پسٹل کو ہاتھ لگانے نہیں دیتے۔۔

اب اگر اللہ نے موقع دیا ہے تو کیوں ضائع کیا جائے۔۔ماہا نے گن اٹھائی اور لوڈ کی اور سامنے رکھے گلدان کا نشانہ لیا تھا۔۔جیسے ہی اس نے گن چلائی گولی اس گلدان سے ہوتی سامنے والی کھڑکی سے پار ہو گئی تھی۔۔

گن چلنے کی آواز سن کر زاویار کا دماغ گھوم گیا تھا۔کیونکہ وہی اپنے گن کی صفائی کرتا اسے ٹیبل پر ہی چھوڑ گیا تھا۔۔گن کی آواز پر زاویار اور سلمہ بیگم اوپر کی طرف بھاگتے تھے۔۔

اور باہر موجود اس کی گینگ کے سب لوگ اس گھر کی طرف بھاگے تھے۔

زاویار سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔اور ماہا کے ہاتھ میں اپنی گن دیکھ کر زور سے چلایا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے روم میں آنے کی۔۔

پاگل ہو کیا کس سے پوچھ کر گن کو ہاتھ لگایا تھا۔۔وہ ناجانے کیا کیا بولے جارہا تھا لیکن ماہا کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔

اس کے کانوں میں صرف سائیں سائیں کی آوازیں گونج رہی تھی۔۔تقریباآدھا منٹ تک اسے کسی کی آواز نہیں سنا ہی دی کہ وہ کیا بول رہے ہیں۔۔اس صرف سب لوگ بولتے دکھائی دے رہے تھے۔جب اس کو سنائی دینے لگا تو اس نے سب سے پہلے زاویار کی آواز آئی۔

۔پاگل لڑکی تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے۔۔کس نے کہا گن کو ہاتھ لگانے کے کے۔۔ماہا اپنی اسی ڈھٹائی سے بولی۔۔مجھے کا کہے گا۔۔میں نے اپنی مرضی سے چلائی ہے۔۔

اور گن چلانے کے لیے ہی ہوتی ہے نا۔۔تو میں نے بھی چلا دی۔۔زاویار اس کی ڈھٹائی دیکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔۔اور ادھر حنا نے اس کو آنکھ ماری تھی۔۔

اور طلحہ نے ہاتھ سے ویلڈن کا اشارہ کیا تھا۔۔اور حذیفہ وکٹری کا نشان بنا رہا تھا۔۔سلمہ بیگم نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا اور پھر ان سب کو۔۔

اور وہ سر پیٹ کر رہ گئی تھی۔

اس نے ماہا کو وہاں سے بیجھا اور کہا تمہاری بال بالکنی میں ہے جاؤ لے لو۔۔ماہا اور باقی سب بال لیتے۔۔

زور زور سے قہقہے لگاتے ان کے گھر سے باہر آ گئے تھے۔سب کے سب ماہا کو مبارک باد دے رہے تھے کہ اس نے اپنی خواہش پوری کر ہی لی۔۔

اور ماہا خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔

ادھر زاویار اپنا سر پکڑ کر بیٹھا تھا اور غصّہ پینے کی کوشش کر رہا تھا۔

سلمہ بیگم کو اپنے بیٹے کی حالت پر ترس آیا تھا۔

اس نے زاویار کو پکارا تھا۔۔ تو زاویار چلایا تھا۔۔ مما کیا ہے یہ سب یار۔۔ کس قسم کے پاگلوں میں رہتے ہیں آپ اور بابا۔۔۔ کیسے برداشت کرتے ہیں ان کو۔۔

مجھے تو ایک دن میں پاگل کر دیا ہے۔۔ صبح سے اس کی شکل دیکھ رہا ہوں۔۔ جتنی دفع دیکھا ہے۔۔ ایک نیا تماشا کر رہی ہوتی ہے۔۔

کیا پاگل ہے چڑیل کہی کی مجھے لگتا ہے میں یہاں ایک سیکنڈ بھی اور رکا نا تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔۔

بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں واپس آسلام آباد جا رہا ہوں میں یہاں نہیں رہ سکتا۔۔

سلمہ بیگم جس نے اتنے پاپڑ بیل کر اپنے بیٹے کو پاس بلایا تھا وہ دوسرے دن ہی جانے کی بات کر رہا تھا۔۔

زاویار کیا ہو گیا ہے بیٹا۔۔ تم ان بچوں کی وجہ سے اپنی ماں کو چھوڑ کر جاؤں گے کیا۔۔ زاویار بچوں کے نام پر ابرو اٹھاتے ہوئے ماں کو دیکھنے لگا۔۔ بچے۔۔ رئیلی مما۔۔

بچے ہیں یہ۔۔بچے کب سے ہونے جانے لگے۔۔اور آپ کا پتہ یونی میں بھی۔۔ان بچوں نے اچھا خاصا تماشا کیا تھا آج۔۔میری گاڑی کا شیشہ توڑ دیا۔۔نیچے گملہ توڑ کر آئی ہے۔۔دونوں کھڑکیاں توڑ دی ہیں۔۔

اور اب تو حد کر دی میری گن چلا دی۔۔اگر اس کو ہی کچھ ہو جاتا تو کیا کرتے ہم۔۔پولیس کیس بن جاتا مما۔۔۔

زاویار یہاں سے جانے کے لئے ضد کر رہا تھا اس کی ماں نے یہ کہا کہ شام میں اپنے بابا سے بات کر کے فیصلہ کرے۔ سلمہ بیگم نے اس کو کہا۔۔۔

زاویار اتنا سیریس ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور فرض کرو اگر کسی ایسی ہی لڑکی کو ساری زندگی برداشت کرنا پڑا تو۔۔۔زاویار ماں کو دیکھتا ہی رہ گیا۔۔کیا مطلب مما۔۔۔

اس کی ماں نے بات ٹالتے ہوئے کہا تھا۔۔نہیں میں نے ایسے ہی کہہ دیا۔۔مما اگر میری زندگی میں ایسی کوئی لڑکی آئی نا تو میں۔ خودکشی کر لوں گا۔۔لیکن اپنے ساتھ اتنا بڑا ظلم نہیں

کروں گا۔۔ سلمہ بیگم ہنسی دبتے ہوئے بولی۔۔ تو بیٹا خود کشی کے لیے تیار ہو جاؤ پھر۔۔ اسے اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر اور آنے والے وقت کے بارے میں سوچ کر زاویار پر ترس بھی آرہا تھا اور ہنسی بھی۔۔ سلمہ بیگم اپنی بات کہہ کر روم سے باہر نکل گئی تھی۔ جبکہ زاویار ماں کی بات کو سمجھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا07*

ماہا زاویار کی گن چلا کر بہت خوش تھی۔ ابھی وہ کھیلنے کے لیے پہنچے ہی تھے کہ۔۔ ماہا نے گھر سے اپنی مما کو نکلتے دیکھا اور یقیناوہ گن چلنے کی آواز سن کر سلمہ بیگم کے گھر کا رخ کیے ہوئے تھی۔۔

ماہا کو اپنی شامت آتی نظر آرہی تھی اس لیے فوراً ماں کے سامنے آئی اور بولی مما کہاں جارہی ہیں آپ۔۔ علیزے بیگم نے کہا ماہا تم نے گولی کی آواز سن تھی ابھی شاید سلمہ کے گھر سے آئی تھی آواز میں جا کر دیکھو سب خیریت کے نا۔۔ ماہا نے آگے ہو کر ماں کو روکا تھا۔۔

ارے مما میں ابھی یہی پوچھنے گئی تھی۔ بس وہ سلیم انکل اپنی پسٹل کی صفائی کر رہے تھے۔۔ وہ انہوں نے چلائی تھی۔۔

ماہا نے ماں کو بہلا پھسلا کر واپس بھیج دیا تھا۔۔ اور شکر کیا کہ بچ گئی۔

احمد ماہا کے بابا جو مسجد سے نماز عصر ادا کر کے آ رہے تھے۔۔ماہا کی چالاکی ان کو خوب سمجھ آ رہی تھی۔۔ لیکن بنا کچھ بولے گھر میں داخل ہو گئے تھے۔۔ماہا پھر سے دوستوں کے ساتھ کھیل میں مگن ہو گئی تھی۔۔

---------_________--------

ماہا شام میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی۔۔جب علیزے بیگم نے سب کو کچھ بتانے کے لیے منہ کھولا۔۔سب کے لیے یہ اچھی خبر تھی لیکن ماہا کی موت کا پروانہ تھا۔۔ علیزے بیگم نے احمد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔۔ کل رات سلمہ کا بیٹا آیا ہے اسلام آباد سے اور اب یہی رہے گا۔ماشاءاللہ بہت اچھا بچہ ہے۔اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ بزنس بھی دیکھتا ہے۔۔

میں نے تو سلمہ کو کہہ دیا تھا کہ زاویار کی پہلی دعوت ہماری طرف ہو گی۔۔اور میں نے تو لسٹ بنادی ہے آپ سامان منگوا دیجیے گا۔۔احمد صاحب نے نے بڑے ادب سے گردن جھکا دی تھی۔۔

ماہا جو کبھی ماں اور کبھی باپ کو دیکھ رہی تھی۔۔اس کو ڈر تھا آج جس کی اتنی دفع بینڈ بجائی ہے کہیں اس کی بات تو نہیں ہو رہی۔۔کیونکہ وہ سلمہ آنٹی کے گھر اس کو ہی دیکھا تھا۔۔اور اب ماہا کو اس کے کہے جملے یاد آنے لگے تھے۔۔"

"تماری ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے میں آنے کی"

اب ماہا کو اس کی بات کا مطلب سمجھ آ گیا تھا۔۔علیزے جو ماہا کو گہری سوچ میں ڈوبے دیکھ رہی تھی۔اس کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔۔ماہا کیا بات ہے کیا سوچ رہی ہو۔۔ماہا اں کی آواز پر چونکی تھی۔۔

اور فورا سنبھلتے ہوئے بولی تھی۔۔نہیں کچھ نہیں میں نے کیا سوچنا ہے۔۔بس یہی کے آج صبح میری آپ کے آنے والے مہمان سے ملاقات ہو گئی تھی۔۔

Clubb of Quality Content!

علیزے نے اس کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔کہیں تم نے اس کے ساتھ کوئی بدتمیزی تو نہیں کی۔دیکھو اگر اس کو تنگ کیا نا تو مجھ سے بہت جوتے پڑنے والے ہیں۔۔ماہا نے کہا خدا کی قسم مما میں نے کچھ نہیں کیا ہے اس کے ساتھ۔۔ماہا صاف جھوٹ بول رہی تھی۔۔

علیزے نے اس کی صاف گوئی پر طنز کرتے ہوئے کہا تھا۔ جیسے مجھے تو پتہ ہی نہیں اپنی اولاد کے کرتوتوں کا ہے نا۔۔ میری بات سن لو کان کھول کر اس کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہونی چاہیے تمہاری وجہ سے۔۔۔

احمد صاحب جو دونوں ماں بیٹی کی باتیں سن رہے تھے۔۔ بیٹی کی سائیڈ لیتے ہوئے بولے تھے۔۔ ارے بھی۔ میری بیٹی نے کچھ نہیں کہا اس سے۔۔ اور اگر کہا بھی ہو گا تو یقیناً اس کی خود کی غلطی ہو گی ہے نا ماہا بیٹا۔۔ انہوں نے ماہا سے تصدیق چاہی تھی۔۔ جس پر ماہا نظریں جھکا گئی تھی۔۔ علیزے بیگم دونوں باپ بیٹی کو گھورتے ہوئے بالی تھی۔۔ آپ ہمیشہ اس کی سائیڈ ہی لیا کریں تبھی تو اتنا بگاڑ رکھا ہے۔۔

کوئی ڈھنگ کا کام نہیں اس میں۔۔ دنیا کے فضول کاموں میں نمبر ون ہے یہ۔۔ اور وہ کہتی ہوئی اندر کی طرف جا چکی تھی۔۔ تو احمد صاحب اپنی بیٹی سے مخاطب ہوئے تھے۔۔ ماہا اپنی ماں سے جھوٹ کیوں بولا آپ نے۔۔ ماہا فوراً اپنی صفائی میں بولی تھی۔ بابا میں نے جھوٹ نہیں بولا۔۔

جبکہ اس کے باپ نے صرف ایک سخت نظر سے اس کو دیکھا۔۔ اور اشارہ ساتھ والے گھر کی کھڑکی کی طرف کیا تھا۔۔

ماہا شرمندہ ہو گی تھی۔۔

دنیا میں یہ واحد انسان تھا۔۔ جس ئ سامنے ماہا اپنی زبان بندر کھی تھی۔۔اسے اپنے بابا۔) سے سب سے زیادہ محبت تھی۔۔اور بات بھی صرف اپنے بابا کی مانتی تھی۔۔ماں سارادن اس کے پیچھے خوار بھی ہو جائیں ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی تھی۔۔اپنے بابا (کی بات ناصرف غور سے سنتی تھی بلکہ اس پر عمل کرتی تھی۔۔۔

احمد صاحب نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ اس نے کیا کیا ہے۔۔وہ ماہا کو سمجھانے لگے تھے۔۔ ماہا تمہیں پتہ ہے نا کہ تم نے ابھی اپنی ماں سے جھوٹ بولا ہے۔۔ماہا نے گردن جھکا لی تھی۔ احمد صاحب نے اس کو کہا کہ میری طرف دیکھ کر بات کریں۔۔ماہا نے نظر اٹھائی لیکن سر ابھی بھی جھکا ہوا تھا۔۔اور ہاں میں گردن ہلا دی تھی۔

ماہا بیٹا آپ کو پتہ ہے اللہ قرآن میں جھوٹے انسان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔۔ماہا نے سر اٹھا کر باپ کی طرف دیکھا اور غور سے ان کی بات سننے لگی تھی۔۔

لَعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ۔(سورہ آل عمران 61)

ترجمہ۔۔ *اللہ کی لعنت کریں ان پر جو جھوٹے ہیں۔ *

اس کا مطلب سمجھ آیا نا کہ جھوٹ بولنے والے پر اللہ تعالیٰ خود لعنت کرتے ہیں۔۔

کیا تم ان لوگوں میں شامل ہانا چاہتی ہو جن پر اللہ تعالیٰ نے خود لعنت کی ہے۔۔ ماہا کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔۔

ماہا بیٹا آپ کو پتہ ہے حدیث شریف میں کیا لکھا ہے۔۔۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا. وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ: «إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ. وَإِنَّ الْكَذِبَ فُجُورٌ وَإِنَّ الْفُجُورَ يهدي إِلَى النَّارِ»

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سچائی کو اختیار کرو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے، اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا متلاشی رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق (بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے، اور تم جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں، آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا طلب گار رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔“ اور مسلم کی روایت میں ہے، فرمایا: ”بے شک سچ نیکی ہے، اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے، اور بے شک جھوٹ گناہ ہے، اور گناہ جہنم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔“ متفق علیہ۔

Mishkat ul Masabih#4824

آداب کا بیان

Status: صحیح

اگر سچائی اختیار کرو گی تا یقیناً جنت کی حق بنو گی۔۔ ورنہ جھوٹے انسان کا ٹھکانہ تو جہنم ہی ہے۔۔ جھوٹے انسان کو دنیا اور آخرت میں غم ملتے ہیں۔۔ اور غم انسان کو دیمک کی طرح اندر سے کھا جاتا ہے۔۔

بیٹا آپ کو لگ رہا ہو گا کہ اتنی سی بات پر میں نے بہت لمبا لیکچر دے دیا۔۔ہے نا۔۔

احمد صاحب نے اس کی طرف دیکھا جیسے تصدیق چاہتے ہوں۔۔

لیکن ماہا نے کہا نہیں بابا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔آپ مجھے اچھی بات بتا رہے ہیں۔۔میری راہنمائی کر رہے ہیں۔۔مجھے آپ کی کسی بات پر اعتراض نہیں ہے۔۔

اور یہ سچ تھا کیونکہ کہ ماہا دنیا کے ہر انسان سے بیزار ہو سکتی تھی لیکن اپنے بابا سے نہیں۔۔

بیٹیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔۔باپ سے بے پناہ محبت کرنے والی۔۔وہ باپ جوان کے لیے اپنی جوانی قربان کرتا ہے۔۔ان کو باپ کی موجودگی میں تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔۔دنیا میں باپ ہی ایک ایسی ہستی ہے کہ جس پر بیٹی آنکھ بند کر کے بھروسہ کرتی ہے۔۔

باپ کی موجودگی میں بیٹیاں پریشانیوں سے ناآشنا ہوتی ہیں۔۔ایسا نہیں ہے کہ ان کی زندگی میں پریشانی نہیں ہوتی ہیں۔۔

باپ کبھی یہ پریشانیاں اپنے بچوں تک پہنچنے نہیں دیتا۔۔ہر غم اپنے سینے میں چھپائے رکھتا ہے۔۔اور بچے اس سینے سے لگ کر بھی باپ کہ سینے میں موجود غم اور تکلیف سے ناآشنا ہوتے ہیں۔۔

اولاد پر آنے والی ہر پریشانی دکھ اور تکلیف کے سامنے کھڑا رہتا ہے۔اپنی اولاد پر سایہ بن کر رہتا ہے۔۔

ماہانے اپنے باباکی طرف دیکھا اور ان کے سامنے ہوئی۔۔اور اپنے بابا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ن سے وعدہ کیا تھا۔۔

باباپرومس آپ کی ماہا آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گی۔۔

ماہانے اپنے باباسے ایک رکویسٹ کی تھی۔۔بابامیں جھوٹ نہیں بولوں گی لیکن پلیز آپ اپنی خونخوار بیوی سے میری حفاظت کیجیے گا۔۔کیونکہ ان کے آنے والے مہمان کی میں پہلے سے خاطر تواضع کر چکی ہوں۔۔ماہاہنستے ہوئے بول رہی تھی۔

احمد صاحب بھی اب اس کی ہنسی میں شامل تھے۔۔اور دل میں ڈھیروں دعائیں دے رہے تھے۔

۔(کہ اللہ میری بیٹی کے چہرے پر یہ مسکراہٹ ہمیشہ قائم رکھے۔۔آمین)

----_________---

ادھر سلمہ بیگم اور سلیم صاحب اپنے صاحب زادے کو سامنے بٹھائے اس کی سارے دن کی روداد سن رہے تھے۔۔زاویار نے صبح سے اب تک ہونے والی ہر بات ان سنادی تھی۔۔اور ساتھ ہی اپنا فیصلہ بھی۔۔

اس کے ماں باپ کو اس کی حالت پر ہنسی اور ترس بیک وقت آرہا تھا۔۔

سلیم صاحب زیادہ دیر ہنسی کنٹرول نہیں کر پائے اور زوردار قہقہہ لگایا تھا۔ جس پر زاویار باپ کا منہ دیکھتارہ گیا تھا۔۔۔اب سلیم صاحب اس کی ٹانگ کھینچنے لگے تھے۔۔ کیا مطلب بیٹا اب زاویار احمد شاہ۔۔ایک لڑکی کے ڈر سے واپس آسلام آباد چلا جائے گا۔۔افففف لوگ کیا کہیں گے۔۔زاویار احمد شاہ ایک ایک سے ڈر کر کراچی چھوڑ کر بھاگ گیا۔۔

Clubb of Quality Content!

زاویار زور دے کر بولا تھا۔ باباوہ اور اس کے دوست مینٹلی انسٹیبل ہیں۔۔ کین یو بلیو دس بابا۔۔وہ میرے روم میں میری پرمیشن کے بنا گی اور میری گن چلادی۔۔ کیا یہ کوئی چھوٹی بات ہے۔۔آئی تھینک شی از مینٹلی انسٹیبل۔۔۔

اور میں پاگلوں کے ساتھ۔۔ایک یونی اور ایک محلے میں نہیں رہ سکتا۔۔ماما جو اچھلتی ہوئی گیٹ میں داخل ہوئی تھی اس کا آخری جملہ اس کے کانوں میں پڑا تھا۔۔

ارے بھی کون ہے ہمارے محلے میں پاگل مجھے بتاؤ ابھی اس کا دماغ درست کرتی ہوں۔

زاویار اس کی آواز پر چونکا تھا 8*

زاویار نے جسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اس کا موڈ آف ہو گیا تھا۔۔اور وہ اس کو دیکھ کر سیخ پا ہو گیا تھا۔۔

ایکسکیوزمی میڈم۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی پھر سے یہاں آنے کی۔۔ کس کی اجازت سے آئی ہو۔۔ گیٹ آؤٹ فرام ہئر۔۔۔

ماہا جو اپنی مستی میں اچھلتی آرہی تھی۔۔اس کی بات سن کر سارا موڈ خراب ہو گیا تھا۔۔

اہیلو۔۔۔ مسٹر۔۔ایکس۔وائے۔۔زی۔۔۔زرا زبان سنبھال کر۔۔ تم جانتے نہیں کو ابھی مجھے۔۔

زاویار اس کے سامنے دونوں ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا تھا۔اووو ورئیلی۔۔۔

کیا یہ ایک دن کافی نہیں تھا آپ کے تعارف کے لیے۔۔ ملکہ عالیہ۔۔۔زاویار نے طنز کیا تھا۔۔

ماہا کچھ بولنے لگی تھی کہ سلمہ بیگم آگے ہوئی تھی اور زاویار کو سکون سے بیٹھنے کو کہا تھا۔۔

اور زاویار اس کی طرف منہ چڑا کر بیٹھ گیا تھا۔۔ جبکہ سلمہ بیگم اب ماہا سے مخاطب تھی۔ بیٹھو ماہا بیٹا۔۔ کیسے آنا ہوا۔

سب خیریت ہے نا۔۔

جی آنٹی ابھی تک تو خیریت تھی۔۔ لیکن آگے کے حالات میں کچھ اچھے دکھائی نہیں دے رہے۔ ماہا نے زاویار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ جبکہ زاویار اس کی بات پر جل کر رہ گیا تھا۔۔۔

ویسے میں اس پاگل کو دعوت نامہ دینے آئی تھی۔۔اس کی بات پر زاویار پوری طرح اس کی طرف گھوما اس آنکھیں پھیلائے دیکھا۔۔اووو ریئلی۔۔

ماما اس کی دعوت کرنا چاہتی ہیں کل شام میں۔۔

وہ کیا ہے نا۔۔ ان کو ابھی پتہ چلا ایک محلے میں ایک پاگل کی انٹری ہوئی ہے۔۔اور ہمارا اخلاقی فرض ہے نا پاگلوں کا دماغ درست کرنے میں ان کے ساتھ تعاون کریں۔۔

ماہا کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آئی تھی جو زاویار کو زہر لگ رہی تھی۔۔۔

اور وہ چلایا تھا۔۔ پاگل میں نہیں تم ہو تمہارا سارا گینگ پاگل ہے۔

۔بلکہ سب کے سب پاگل ہو۔۔ماہا کا ایک زوردار قہقہہ گانجا تھا۔۔جبکہ سلمہ بیگم اور سلیم صاحب ان دونوں کا منہ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

ہاں مسٹر مینٹل۔۔۔

میں بھی پاگل تم بھی پاگل۔۔سب کے سب پاگل۔۔تو چلو سب پاگل مل کر پاگل پاگل کھیلتے ہیں۔۔۔

اور دیکھتے ہیں کہ کون ہارتا ہے اور کون جیتتا ہے۔۔

اور ماہا کبھی ہاری نہیں ہے۔۔بس تم میدان چھوڑ کر نا بھاگ جانا۔۔یہ نا ہو کہ تم مجھ سے ڈر کر بھاگ جاؤ۔۔

ماہا اصل مدعے پر آئی تھی۔۔اوووا چھا تم سے ڈر کر۔۔رئیلی۔۔۔

زاویار احمد شاہ نام ہے میرا میدان چھوڑ کر نہیں بھاگتا۔۔اور یہ تو وقت بتائے گا کون بھاگتا ہے ۔۔

۔میدان چھوڑ کر۔۔اووووو۔۔۔میں نے سنا کہ تم میرے ڈر سے واپس آسلام آباد بھاگ رہے ہو۔۔ماہا کا زوردار قہقہہ ہوا میں گانجا تھا۔۔

اچھا تو ٹھیک ہے۔۔ مینٹل پرسن۔۔اس جنگ سے گھر والوں کو دور ہی رکھنا پھر۔۔زاویار اس کی باتوں پر تلملا کر رہ گیا تھا۔

اور وہ چیلنج ایکسیپٹ کرتا وہاں سے جا چکا تھا۔۔

اب وہ سلمہ بیگم اور سلیم صاحب کے پاس بیٹھ گئی جہاں زاویار بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

ماہا ہنستے ہوئے اس کی چائے کا کپ اٹھا کر پی رہی تھی۔جو وہ بنا پیے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔

سلمہ بیگم نے ماہا کو مخاطب کیا تھا۔۔

ماہا بیٹا آپ کو اس سے دوستی کرنی چاہیے تھی۔۔تاکہ وہ یہاں سکون سے رہ سکے۔تم نے تو ایک نئی جنگ کا آغاز کر دیا۔۔ماہا پلیٹ سے سموسے اٹھاتی بولی تھی۔آنٹی آپ کے بیٹے کو روکنے کا یہی راستہ تھا۔۔

ویسے بھی وہ مجھ سے ڈر کر بھاگ جاتا تو لوگ کیا سوچتے کہ آپ کا بیٹا کتنا ڈرپوک نکلا۔۔

خیر آپ پریشان نا ہوں میں ہاتھ ہولا رکھو گی۔۔۔جب یہاں رہے گا تو اس ماحول کا عادی ہو جائے گا۔۔۔

اور بے فکر رہے میں میدان جنگ میں آپ کے بیٹے کا خیال رکھو گی۔۔ کہیں پھر سے ہاسٹل نا شفٹ ہو جائے۔

زاویار اپنے کمرے کی کھڑکی کے ٹوٹے شیشے سے اسے دکھ رہا تھا۔۔

جو اس کی چائے اور ساتھ رکھے لوازمات سے بھرپور انصاف کر رہی تھی۔۔۔

--------_______________--------

ماہا اور اس کا پورا گینگ اس وقت پرنسپل کے آفس میں موجود تھا۔کل کے کونے والے واقع کی وجہ سے ان کی کلاس لگی ہوئی تھی۔۔

پرنسپل ایک گھنٹے سے بولے جارہا تھا جبکہ ان سب کی صحت پر پرنسپل کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

لیکن پرنسپل کی اگلی بات کر ان کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔جب پرنسپل نے گھر والوں کو بلانے کا کہا۔۔۔سب منہ اٹھائے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔۔۔

ان کو لگا تھا ہر بار کی طرح اس بار بھی معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔۔ لیکن اس بار اتنی سختی سے اس لیے کام لیا جارہا تھا کیونکہ سنی کسی ایم این اے کا بیٹا تھا۔۔۔

وہ اس نے ایف آئی آر درج کروانے کی ضد پکڑ رکھی تھی۔۔

اور پرنسپل کو کہا کہ ان لوگوں کو یونی سے فارغ کریں ورنہ میں سوشل میڈیا پر یونی ورسٹی کو بدنام کردوں گا۔۔

لیکن ادھر بھی کوئی عام لوگ نہیں تھے۔

سکندر تھے سکندر پورہ یونی کے سکندر تھے وہ۔۔ مجال ہے جو کسی کی صحت پر اس کی دھمکیوں کا اثر ہوا ہو۔۔ ماہا تو اس کو اشارے سے کہہ رہی تھے۔۔ بچے زرا تو آفس سے باہر تو نکل پھر بتاتی ہوں۔۔

جبکہ پرنسپل نے سنی کے بابا سے ریکویسٹ کر کے وقت مانگا تھا۔۔ کے وہ ان سٹوڈنٹس جو یونی سے نکال دے گا۔۔ پرنسپل نے انہیں کہا تھا۔۔

آدھے گھنٹے کے اندر اندر تم سب کے پیرنٹس یہاں موجود ہونے چاہیے۔۔ جب آفس سے باہر نکلے سب تو سامنے میرب کھڑی تھی۔۔

میرب اس لڑائی میں شامل نہیں تھی۔۔ لیکن سنی نے اس کو بھی یونی سے نکلوانے کی ڈیمانڈ کی تھی۔۔ انہوں نے آفس سے باہر آکر میرب کو ساری روداد آنادی تھی۔۔

میرب جو بہت عرصہ آرہا تھا۔ ایسے کیسے کوئی بھی ہمیں یونی سے نکال سکتا ہے۔۔ اور اس سنی کی ہمت تو دیکھو۔۔ کیا تم لوگوں نے کچھ نہیں کہا اس سے۔

حذیفہ بولا تھا۔۔ یار پرنسپل کے آفس سے باہر آئے تو تب نا۔۔ طلحہ نے میرب کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ سوری یار ہماری وجہ سے تمہارا نام بھی آگیا۔۔ تمہارا غصہ جائز ہے۔

لیکن۔ تم پریشان نا ہو تمہارا نام نہیں آنے دیں گے ہم۔۔

جبکہ میرب کی آنکھوں میں آنسوں آگئے تھے طلحہ کی بات سن کر اور وہ غصہ میں آئی تھی۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا کہ میرا نام نہیں آنے دو گے۔۔ہاں۔ تمہیں کیا لگتا ہے تم لوگوں کو یونی سے نکالے گے میں یہاں رہا گی۔

اور تم نے کرنی آسانی سے مجھے خود سے الگ کر دیا ہے نا۔۔ جیسے تم سب کی پرابلم سے میرا کچھ لینا دینا نہیں ہے۔۔

مطلب تم سب مجھے اپنی دوست نہیں سمجھتے ہے نا۔اور وہ غصہ سے پیچھے مڑی تھی۔ جہاں سے وہ سب ابھی نکلے تھے۔۔وہ سیدھا پرنسپل آفس میں داخل ہوئی تھی۔اس کی اچانک حرکت پر سب اس کے پیچھے اندر آئے تھے

۔پرنسپل اپنا چشمہ اتارتے ان سب کو گھور رہا تھا۔۔ یہ کیا بد تمیزی ہے بنا لاک کیا اندر آئے گئے ہو تم سب۔۔

ابھی پرنسپل بول ہی رہا تھا کہ میرب نے ان کو ٹوک دیا۔۔اور سنی کو گھورتے ہوئے بولی جو پرنسپل آفس میں بیٹھا فروٹس کھا رہا تھا۔

اس کے ماتھے پر پٹی بندھی تھی۔۔اور منہ سوجا ہوا تھا۔۔

سر آپ اس کی وجہ سے ہم سب کو یونی سے نکال رہے ہیں۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔

پرنسپل اس کو گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔

تو اب تم مجھے بتاؤ گی مجھے کیا کرنا ہے۔۔

میرب پرنسپل کی بات سن د آگے جھکی اور دونوں ہاتھ درمیان میں موجود ٹیبل پر رکھے تھے۔۔

یہ ایم این اے کا بیٹا ہے اس لیے اس کی بات سن رہے ہیں۔۔۔ہے نا۔۔میرب نے تصدیق چاہی جس پر پرنسپل آنکھیں پھیر گیا۔۔

تو سن لیں میں بھی۔۔

سلطان شاہ کی بیٹی ہوں۔۔ سمجھے آپ سلطان شاہ کی بیٹی ہوں میں۔۔

اور آپ کی یہ یونی نا میرے باپ کے ڈونیشن کیے پیسوں پر چلتی ہے۔۔۔کسی ایم این اے کی بدولت نہیں۔۔۔

اور میں ان کی اکلوتی اولاد ہوں۔۔میرے لیے وہ نا صرف ڈونیشن بند کر سکتے ہیں بلکہ یہ یونی بھی بند کروا سکتے ہیں۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور کوئی ایم این اے بھی نہیں روک سکتا۔۔کیونکہ یہ ایم این اے بھی میرے باپ کی سپورٹ سے بنے ہیں۔۔۔

پرنسپل اس کی بات پر شاک ہوا تھا۔اور اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

اوووو اچھا تمہیں لگتا ہے تم مجھے ڈرا سکتی ہو۔۔

ڈر تو وہ سچ میں گئے تھے۔۔لیکن اس کی بات کا یقین صرف اس لیے نہیں کیا کیونکہ کبھی نا (میرب نے کسی سے ذکر کیا تھا وہ کس کی بیٹی ہے نا ہی کبھی سلطان شاہ نے کبھی کیا کہ میری بیٹی بھی اسی یونی میں پڑھتی ہے۔۔)

میرب نے کہا تو ٹھیک ہے اب آپ سے وہی آکر بات کریں گئیں۔۔اس کے سب دوست آنکھ پھاڑے اس کو دیکھ رہے تھے۔

۔اور اس کی آنکھوں میں آنسوں تھے۔۔

وہ طلحہ کی بات سے ہرٹ ہوئی۔۔اس کو لگا کہ شاید یہ سب مجھے اپنی دوست نہیں سمجھتے۔۔۔

اس لیے خاموشی سے ان کے پاس سے گزر گئی تھی۔۔وہ سلطان شاہ نے کی بیٹی ہے صرف ماہا جانتی تھی۔۔

Clubb of Quality Content

اس کے آفس سے نکلتے ہی سب اس کے پیچھے نکلے تھے۔۔اب وہ یونی کی بالکنی میں کھڑی کسی کو کال کر رہی تھی۔۔۔

اور اس نے کال پر چند جملے بولے تھے۔۔

اور اس کو دیکھ کر ایسا لگا اس کا کام ہو گیا ہے۔۔۔

اب طلحہ اس کے پاس کھڑا سوری کر رہا تھا۔۔سوری یار میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔لیکن میرب منہ موڑے کھڑی تھی ابھی تک

جب ماہا بولی تھی۔۔میرب یار۔۔وہ اس لیے کہہ رہا تھا۔۔کے تم کبھی ہمارے ساتھ لڑائی میں نہیں ہوتی ہو تمہیں تو لڑنا پسند نہیں ہے۔۔

پھر بھی سنی نے تمہارا نام بھی ساتھ لے لیا۔۔میرب غصہ سے طلحہ کو گھور رہی تھی جبکہ وہ کانوں کو ہاتھ لگائے کھڑا تھا۔۔اور اس وقت دنیا کی ساری معصوم اس کے چہرے پر تھی۔۔

اس کی شکل دیکھ کر سب کی ہنسی نکل گئی تھی۔وہ ایسے ہی تھے۔"پل میں تولہ پل میں ماشہ" ایک سیکنڈ میں کرتے اور اگلے سیکنڈ بلکل پہلے جیسے۔۔

اتنی سیریس سچویشن میں بھی یہ سب دانت نکال رہے تھے۔۔ سکندر تو پھر ایسے ہی ہوتے ہیں۔

۔ہر چیز سے بے خبر۔لاپرواہ۔۔اپنی زندگی میں مگن۔۔ لیکن ہر مصیبت سے ہنستے ہنستے لڑ جانے والے۔زندگی کا کھل کر جینے والے اور کھل کر دشمن کا

قابلہ۔کرنے والے۔۔زاویار جو ابھی کچھ دیر پہلے وہاں آکر رکا تھا۔۔ان کو اس طرح ہنستے دیکھ کر حیران تھا۔۔

کیونکہ کلاس میں یہ خبر ملی تھی کہ ان لوگوں کو یونی سے نکالا جارہا ہے۔۔جو کہ سنی کے چمچوں نے پھیلائی تھی۔۔اور زاویار اس لیے آیا تھا کہ شاید یہ لوگ پریشان ہونگے۔۔

لیکن یہ محض زاویار کی خام خیالی تھی۔۔

اگلی قسط کا انتظار کریں

ناول ہمنشیں

رائٹر عشرت راجپوت

😎 *

قسط نمبر

03

زاویار ان سب کو ایسے ہنستے دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ یہ سب سچ میں پاگل ہیں۔۔اور سر جھٹک کر واپس کلاس روم کی طرف چل دیا۔۔۔

ان کی پرابلم ہے مجھے کیا یونی میں رہے نا رہیں۔۔میں تو چاہتا ہوں میری زندگی سے ہی دفع ہو جائیں۔۔

ایک دن میں ہی میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔۔۔زاویار خود کلامی کرتا کلاس روم میں داخل ہوا۔۔

جبکہ ماہا اور اس کا گینگ اب کینٹین میں بیٹھے پیٹ پوجا کر رہے تھے۔۔اور میرب کے بابا کا انتظار بھی۔۔

اتنے میں عادی تقریباً بھاگتا ہوا ان کے پاس آیا تھا۔۔اور بولا کیا بنا۔۔۔ہے۔۔کیا کہا پرنسپل نے۔۔یونی میں سب کہہ رہے ہیں کہ آپ سب کو یونی سے نکالا جا رہا ہے۔۔اس کی بات پر سب نے قہقہہ لگایا تھا۔۔

عادی حیران تھا اتنی سیریس سچویشن میں ان لوگوں کو ہنسی آرہی تھی۔۔

سوری میری ہیلپ کرنے کی وجہ سے آپ سب اتنی بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔۔عادی کے چہرے پر پریشانی صاف ظاہر کر رہی تھی۔۔

اس کی بات پر ماہا بولی تھی۔۔ارے پاگل ہم سکندرز خود ایک بہت بڑی مصیبت ہیں۔۔ہم پر کیا مصیبت آئے گی۔۔

ماہا کی بات پر ان سب کا قہقہہ اور بلند ہوا تھا۔۔

عادی نا سمجھتے ہوئے انداز میں بولا تھا۔۔

کیا مطلب۔۔آپ سب کو یونی سے نکال رہے ہیں اور آپ کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔

اس کی بات پر حذیفہ ہنستے ہنستے بالا تھا۔ بلکل بھی نہیں۔۔

عادی حیرانگی سے ان کے چہرے دیکھ رہا تھا۔۔ارے عادی تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔یہ سب تو روز کا معمول ہے۔۔عادی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔۔

ماہانے اس کا کہا بچے تم اپنے ننھے دماغ پر زور ناڈالو۔۔اور دماغ ضائع ہو جائے گا۔۔یہاں رہا گے تو سب سمجھ اجائے گی۔۔

عادی بولو تھا۔میرا خیال ہے کے آپ سب سی کہہ رہے ہیں۔۔مجھے دماغ پر زور نہیں ڈالنا چاہیے کیونکہ آپ کی کوئی بھی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔۔

طلحہ اس کی طرف دیکھتے بولا شاباش۔۔اچھا فیصلہ کیا ہے۔۔یہ تم ہم سب کو آپ آپ کہہ کر کیوں پکارتے ہو۔نام لیا کرو

۔طلحہ نے ڈانٹ کر کہا تھا۔۔عادی اس کو دیکھنے لگا تھا کہ حنا بولی۔۔ارے وہ کیا ہے نا طلحہ کو عزت راس نہیں آتی اس لیے کہہ رہا ہے۔۔

حنا نے طلحہ کو چڑاتے ہوئے کہا تھا۔جس پر طلحہ نے ایک مکا اس کی کمر میں جڑ دیا تھا۔اور حنا نے اس کے بال کھینچے تھے۔۔۔

تبھی میرب کے سیل پر رنگ ہوئی تھی۔۔تو اس نے کال پک کی۔۔سامنے والے نے صرف ایک جملہ بول کر کال کٹ کر دی تھی۔۔اور میرب اٹھ کر جانے لگی تو حنا بولی۔۔

کہاں جو رہی ہو۔۔۔کس کی کال تھی۔۔میرب اٹھتے ہوئے بولی تھی۔۔پرنسپل کا علاج کرنے آرہے ہیں خود مل لینا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اووو اچھا۔۔حذیفہ نے سمجھتے ہوئے کہا تھا۔۔

اب وہ سب میرب کے ساتھ چل دیے تھے۔ابھی وہ مین گیٹ سے کافی دور تھے کہ ایک گیٹ کھلا اور ایک بڑی گاڑی اندر داخل ہوئی تھی۔۔

اس گاڑی کی چمک دمک ہی اس میں بیٹھے انسان کا تعارف کروا رہی تھی۔۔اس ساتھ ہی گارڈ نے دروازہ کھولا تھا۔۔اور اندر سے ایک ڈیشنگ پرسنیلٹی والا بندہ باہر آیا تھا۔۔یونی کے سٹوڈنٹس رک رک کر اسے دیکھ رہے تھے۔۔

اور اس نے گاڑی سے باہر قدم رکھا۔۔سب کی نظریں اس کے چہرے کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھی۔۔

جیسے ہی وہ گاڑی سے باہر آیا۔۔حنا تو غیر ارادہ طور پر بولی۔۔

افففففف اللہ۔۔۔اتنا ہینڈسم۔۔۔واہ۔۔۔کیا ڈیشنگ پرسنیلٹی ہے۔۔ہائے میرب تم ان کی بیٹی ہو۔۔یار کیا تم مجھے اپنی سوتیلی ماں کے روپ میں قبول کر سکتی ہو۔۔پلیز۔۔بکواس نا کرو۔چاچو ہیں میرے۔۔اب چپ رہو۔۔انہی زیادہ بولنے والے لوگ پسند نہیں ہیں۔

میرب نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے اس کو چپ کروایا تھا۔۔ویسے یہ کہی سے تمہارا چاچو نہیں

لگتا ایسے لگتا ہے جیسے بڑا بھائی ہو۔ کاش یہ میرا ہو جائے۔۔ ہائے میں تو دیکھ کر ہی مر مٹی ہوں۔

اس کی بات سن کر طلحہ نے اسے گھوری دکھائی تھی۔۔۔ اور ماہا نے اس کے سر کے بال کھینچے تھے۔۔ میرب اس کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔ تم نے زاویار کو دیکھ کر بھی یہی کہا تھا۔۔ ماہا بولی چھوڑو اسے یہ تو ہے ہی ٹھرکی لڑکی۔۔ ہر دوسرے بندے پر اسکا دل آ جاتا ہے۔

اور میرب اس کی بات پر مسکراتی ہوئی اس شخص کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔ لیکن اس کے پاس جاتے ہی میرب کا چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔۔

اور وہ اس شخص کو لیے آفس کی طرف چل دی تھی۔۔

باقی سب بھی اس کے پیچھے چل دیے تھے۔۔ حنا اس کی پشت کو گھور رہی تھی۔۔ ماہا یار کیا تمہیں زرا بھی اچھا نہیں لگا۔۔ ماہا بولی کیا مطلب اس میں اچھا لگنے والی کیا بات ہے۔

حنا نے اس کو ایک مکا مارا۔۔ دفع ہو جاؤ تم تو۔۔۔ تم نے تو زاویار کو بھی نہیں دیکھا۔۔۔

ماہا اس کو گھور کر بولی تھی کیا مطلب نہیں دیکھا۔۔

دیکھا تو ہے اس کو کتنی دفع۔۔ اور اس سے تو لڑائی بھی ہوئی اور کیسے دیکھتے ہیں۔۔

اب میرب اور وہ شخص آفس میں داخل ہو گئے تھے۔۔اس لیے یہ سب باہر کھڑے تھے کیونکہ کسی بھی وقت اندر سے ان کا بلاوا آ سکتا تھا۔۔

حنا اس کی بات پر چڑ کر بولی تھی۔۔تم تو رہنے ہی دو۔۔تمہیں پتہ ہے جب سے وہ کلاس میں آیا ہے ساری لڑکیاں پاگل ہو گئی ہیں۔۔

جب وہ یونی میں انٹر ہوا نا۔۔۔افففف یار کیا منظر تھا۔۔لڑکیاں ہی نہیں لڑکے بھی اسے گھور رہے تھے۔۔

ماہا بولی تھی کیوں اس کے سر پر سینگ ہیں کیا جو سب کے سب اس کو گھور رہے تھے۔

اچھا تم فضول باتیں نا کرو میں بتاتی ہوں۔۔

زاویار صبح کے وقت یونی آیا تھا۔۔جب سٹوڈنٹس کی بھرمار تھی۔۔کیونکہ یہ وقت تھا جب (سب سٹوڈنٹس یونی میں داخل ہو رہے تھے۔۔

زاویار بلیک جینز اور شرٹ میں تھا۔اور وہ یونی اپنی ریسنگ بائیک پر آیا تھا۔اس لیے سب کی نظر اس پر تھی۔۔وہ بہت میرے سے اور سپیڈ سے بائیک چلا رہا تھا۔۔

جیسے ہی وہ یونی میں داخل ہوا تھا سب کے سب اس کو دیکھ رہے تھے۔۔کچھ رشک سے تو کچھ حسد سے۔۔

حسد سے اس لیے کے اس کے یونی میں انٹر ہوتے ہی سب لڑکیوں کی توجہ اس پر تھی۔

لڑکیاں اپنے بوئے فرینڈز کے ساتھ کھڑی اس کو دیکھ رہی تھی اور اس کی پرسنیلٹی کو سراہا رہی تھی جس پر سب لڑکے دانت اور مٹھیاں بھینچے اس کو گھور رہے تھے

اور ردا نے تو حد کردی تھی۔۔ سنی کا ہاتھ چھوڑ کر وہ بڑے سٹائل سے زاویار کے سامنے سے گزرتی اس سے ٹکرا تھی۔۔ لیکن افسوس کہ زاویار اپنے اسی ایٹیٹوڈ کے ساتھ سامنے چل رہا تھا جس کے ساتھ وہ یونی میں انٹر ہوا تھا۔

ردا اس سے ٹکرائی تھی۔۔ وہ کچھ زیادہ ہی لڑکھڑا گئی تھی۔ اور نیچے جا گری تھی۔۔

ردا جو یہ سوچ کر آئی تھی کہ فلمی سین ہو گا۔۔ زاویار اس کو تھام لے گا

لیکن وہ بھرپور اعتماد سے چلتا ہوا آگے ہوا تھا۔۔ جب اس کے کانوں میں اک دم سے بہت سارے سٹوڈنٹس کے قہقہے پڑے تو رک کر ادھر ادھر دیکھا تھا۔۔ لیکن تب تک ردا اٹھ چکی تھی۔۔

زاویار نے اس سے پوچھا تھا۔ آر یو اوکے۔۔

وہ شامندہ سی سر ہلاتی منظر سے غائب ہوئی تھی۔۔ اور ہنسنے والے لوگوں میں سے اونچا قہقہہ سنی کا تھا۔۔

کیونکہ ردااس کا ہاتھ چھوڑ کر زاویار کی طرف بڑھی تھی۔۔

زاویار اس کے جانے کے بعد پھر اپنے اسی ایٹیٹوڈ کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا۔

لڑکیوں کو یہ جان کر اور خوشی ہوئی تھی کہ وہ اب یہاں کو سٹوڈنٹ ہے۔۔اور اس کو امپریس کرنے کی بھرپور تیاری کی جا رہی تھی۔۔

جب وہ کلاس میں آیا تھا تو سب اس کو گھور رہے تھے۔۔ لیکن اب سنی اس کو حسد سے نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ اس کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔

جب تک پروفیسر کلاس روم میں نہیں آئے سب لڑکیاں اس کو کن انکھیوں سے دیکھ رہی تھی۔۔کچھ تو باقاعدہ پیچھے منہ کیے بیٹھی تھی اور زاویار اپنے فون میں بزی تھا۔

یا پھر ان سب کو اگنور کرنے کے لیے موبائل نکالا تھا۔۔)

ماہا صرف ردا کے گرنے والی بات سن کر ہنسی تھی ورنہ وہ اس کی باتیں سن کر بور کر رہی تھی۔۔اچھا۔۔۔حنا بس کرو۔۔بس اتنا کافی ہے۔۔ حنا اس کو چپ کرواتی پھر سے بولنے لگی تھی کہ ماہا نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑے تھی۔۔

۔اچھا اچھا۔۔۔بقول آپ کے بہت ہینڈ سم۔ڈیشنگ۔۔اور پتہ نہیں کیا کیا سب کچھ
ہے۔۔۔اب پلیززززز بس کرو یہ زاویار نامہ۔۔اگر اب تم بولی نا میں نیچے دھکا دے دوں گی
۔

وہ جو بالکنی کی دیوار پر بیٹھی اس کو زاویار نامہ سنا رہی تھی فوراً نیچے کودی تھی۔۔کیونکہ ماہا کا کوئی
بھروسہ نہیں کہ وہ سب میں اس کو نیچے پھینک دے۔

اب پرنسپل آفس سے ان کا بلاوا آنے والا تھا۔۔اور عادی ان کے ساتھ تھا اور اس کی سانسیں
پھولی ہوئی تھی۔۔۔

اچھا نا ماہا اور سنو نا۔۔کچھ سٹوڈنٹس تو اس کی بائیک کے ساتھ کھڑے ہو کر سیلفی لے رہے
تھے۔اور تمہیں پتہ ہے آج وہ کتنی بڑی گاڑی پر آیا ہے۔۔۔

آج بھی ساری کلاس کی لڑکیاں اس کو گھور رہی تھی۔ماہا غصے سے بولی تھی۔یارررر
پلیززززز بس کردو نا اب۔۔

حنا اس کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔نہیں یقین تو کلاس روم میں جاؤ گی نا تو خود دیکھ لینا۔۔

ماہا نے مارنے کے لیے ہاتھ چلایا تھا لیکن حنا پہلے ہی دوسری طرف ہو چکی تھی۔۔۔ان سب
کو اندر بلا لیا گیا تھا۔۔

ماہا اندر جاتے ہی۔۔اس شخص کی کرسی کی بیک سائیڈ پر کھڑی اس سامنے کی طرف جھکی تھی۔۔ارے بوس کام بنایا پھر مجھے کوئی لگانا پڑے گا۔۔ماہا اپنی سیاہ چمکتی آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالے پوچھ رہی تھی۔۔اور کرسی کے پیچھے سے لٹکتے ہوئے اس کے سامنے چہرہ کیے پوچھ رہی تھی۔۔اور جیسے ہی اس کی سیاہ آنکھیں۔۔اس کی گہری سنہری آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔وہ ایک پل کے لیے ان سیاہ آنکھوں میں کھو سی گئی تھی۔ماہا ابرو اٹھاتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔تو وہ زرا سنبھل کر بیٹھا تھا۔کیونکہ وہ کرسی پر پھیلے ہوئے انداز میں پورے رعب سے بیٹھا تھا۔۔اور اب اس انجان چہرے جو دیکھ رہا تھا۔۔۔

میرب نے کھینچ کر ماہا کو پیچھے کیا تھا۔اور اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔کیا کر رہی ہو پاگل۔۔۔اس شخص نے مکمل گھوم کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ماہا پیچھے ہو کر کھڑی ہو گی تھی۔۔

پرنسپل صاحب تو سمٹ کر بیٹھے تھے۔۔اور اپنی خیر کی دعا کر رہے تھے۔۔۔سر آپ نے تکلف کیا یہاں آنے کا کال کر دیتے ہم سنبھال لیتے سب کچھ۔۔

سامنے والے نے ابرو اٹھاتے دیکھا تھا۔۔اووو وریئلی۔۔۔

اگر آپ سنبھال لیتے تو یقیناً مجھے یہاں نا آنا پڑتا۔۔

سامنے والے نے تیکھی نظروں سے اس کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔اس کی آواز بھاری اور شخصیت میں رعب تھا۔۔

پرنسپل نے کہا سر ایسی بات نہیں وہ۔۔۔دراصل۔۔۔انہوں نے۔۔تو اس لڑکے کو لاتوں اور گھونسوں سے مارا تھا۔۔پرنسپل صاحب اٹک اٹک کر کہہ رہے تھے۔

ائی تینک کہ ضرور اس لڑکے کی کوئی نا کوئی غلطی ہو گی۔۔ورنہ کوئی بھی اتنا پاگل نہیں کہ کسی کو اس طرح مارے۔۔۔پرنسپل اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا تھا۔۔

I hope I don't have to come here next time.۔

۔۔وہ کہہ کر کرسی سے اٹھ گیا تھا۔اور جاتے جاتے کہا۔آپ زرا سنبھل کر قدم اٹھایا کریں۔۔مجھ سے ٹکرانا بہت مہنگا پڑ سکتا ہے۔۔

اور وہ باہر نکل گیا تھا۔۔باقی سب بھی فاتحانہ مسکراہٹ سے پرنسپل کو دیکھتے ہوئے باہر چلے گئے۔۔اور پرنسپل نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا تھا۔۔کیونکہ وہ میرب کو وارن کرنے کی غلطی کر چکا تھا۔۔اور اب اسے آگے احتیاط برتنا تھا۔۔کیوں ایک طرف ایم این اے اور دوسری طرف یہ وکیل۔۔۔

پرنسپل پھنس کر رہ گیا تھا۔۔اب اسے کیسے بھی کر کے ایم این اے کو ہی خاموش کروانا تھا۔۔

داور خان آگے چل رہا تھا۔ بھرپور وقار کے ساتھ۔۔۔وہ سب اس کے پیچھے دانت نکالتے آرہے تھے۔۔

ان کی ہنسی کی آواز پر وہ پیچھے مڑا اور ایک گھوری سے سب کو چپ کروا دیا تھا۔۔

ماہا اس کے مقابل آتے بولی تھی ارے چاچو کیا ہوا کیوں غصّہ کر رہے ہیں۔

۔زیادہ غصّہ کرنے سے انسان جلدی بوڑھا ہو جاتا ہے۔۔جبکہ داور خان نے اس کے چاچو کہنے پر ابرو اٹھائے اس کو دیکھا اور پھر میرب کو شکایتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔

میرب سے آگے سے دانت دیکھا دے۔۔طلحہ بولا آپ میرب کے چاچو ہیں تو ہمارے بھی چاچو ہوئے نا۔۔ارے اب آپ سے رشتہِ داری کرنا پڑے گی۔۔کیونکہ اب ہم ہر لڑائی کے بعد آپ کو یاد کیا کریں گے۔۔

سب کی دبی دبی ہنسی نکلی تھی۔۔ماہا بولی ہاں نا چاچو یور پلیز۔۔اب تو آپ اپنے ہیں نا۔۔ ہمارے سارے مسلے آپ کو ہی حل کرنے پڑیں گے۔۔۔

داور خان اس کے پاس ہوتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔ہاں بلکل آپ مجھے کبھی بھی یاد کر سکتی ہیں۔۔ لیکن پہلے مجھے چاچو بولنا بند کریں۔۔ ورنہ میں نہیں آؤں گا۔۔اپنی پروبلم خود ہی ہینڈل کرنا۔۔ماہا اس کی چمکتی آنکھوں میں دیکھتے بولی تھی۔۔

تو نا آنا ہمیں اور بھی بہت طریقے آتے ہیں۔۔ سچویشن ہینڈل کرنے کے۔۔اور ہاں اگر آپ نا آتے تو میں خود کوئی جگاڑ نکال لیتی۔۔ماہا سٹائل سے بال پیچھے پھینکتے ہوئے بولی۔۔داور خان کو اس کا ایٹیٹوڈ پسند آیا تھا۔۔

اوو وا اچھا۔۔تو یہ بات ہے۔۔

چلیں پھر میں چلتا ہوں۔۔ماہا کو سمجھ آگئی تھی کہ یہ خود کو چاچو کہلوانا نہیں چاہتا ہے۔۔اس لیے اس کے آگے بڑھتے بولی تھی۔۔اللہ حافظ چاچو۔۔ جس پر اس نے پیچھے دیکھا اور ان سب کی ہنسی کا قہقہہ گانجا تھا۔داور خان اس کو دیکھ کر مسکرایا اور آگے بڑھ گیا تھا۔۔

میرب حیرت سے منہ کھولے اپنے چاچو کو دیکھے جا رہی تھی۔۔ حذیفہ نے اس کا منہ کرتے کہا۔۔اسے بند کرو ورنہ مکھی چلی جائے گی۔۔ باقی سب اور زور سے ہنسنے لگے تھے۔۔ میرب اب بھی حیرانی سے سامنے جاتے ہوئے داور خان کو دیکھ رہی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حنا اس کے پاس ہوتے بولی تھی۔۔ کیا ہوا ہے بھی۔۔ تمہارا تو چاچو ہے سارا دن گھر میں نہیں دیکھتی کیا جو یونی کی باقی لڑکیوں کی طرح تم بھی انہیں گھور رہی ہو۔۔

ماہا نے سوالیہ ابرو اٹھاتے ہوئے اس کو دیکھا۔۔

میرب بولی۔۔ یارررچاچو مسکرائے تھے۔۔۔ اس کی بات پر سب نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔۔ کیا مطلب پاگل ہو گیا۔۔ کیا انسان مسکراتے نہیں۔۔ اور کیا یہ نہیں مسکرا سکتا۔۔

ماہا نے جاتے ہوئے اس کے چاچو کی طرف اشارہ کیا تھا جو اب سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔

نہیں نا یارررررر۔ یہ مسکراتے ہی تو نہیں ہیں ہنسنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔

میں نے شاید پہلی بار ان کو یوں مسکراتے دیکھا ہے۔۔ یار بابا اور چاچو ہمیشہ سیریس ہی رہتے ہیں۔۔۔

ماہا کچھ یاد کرتے بولی تھی۔ جیسے تم رہتی تھی۔۔ میرب اس کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ ہاں یار

--

----________---.

اب وہ سب فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ کا کلاس روم میں داخل ہوئے تھے۔۔سب کے لیے یہ معمولی بات تھی۔۔ لیکن زاویار اس ن سب حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور ماہا صرف یہ دیکھ رہی تھی کہ حنا نے کہا تھا سب لڑکیاں زاویار کو دیکھ رہی ہوتی ہیں۔۔اور ماہا نے بھی یہی منظر دیکھا تھا کلاس روم میں انٹر ہوتے ہی۔۔

ماہا نے ایک نظر سارے روم میں ڈالی اور ایک نظر زاویار کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ایسا کیا ہے اس بندر میں جو اس کی سب اس کے پیچھے پاگل ہو رہی ہیں۔۔ خیر بھاڑ میں جائیں سب میری طرف سے اور یہ لڑکیاں تو ہر نئے آنے والے لڑکے کے پیچھے ایسے ہی پاگل ہوتی ہیں۔۔

ماہا نے اس کو اگنور کیا جواب تک حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔۔اتنی سیریس سچویشن اور یہ سب کیسے بچ گئے تھے۔۔

لیکن ساری کلاس کے لیے یہ معمولی بات تھی۔۔سب کو پتہ تھا یہ لوگ کہیں نہیں جانے والے۔اب پھر سے ان کی شرارتیں شروع ہو گئی تھی۔ جس پر زاویار نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔ کیونکہ پروفیسر کے آنے تک ان کا شور ایسے ہی رہنے والا تھا۔اور زاویار ایک سلجھا ہوا انسان تھا ۔ہمیشہ سنجیدہ رہنے والا۔۔پروفشنل طریقے سے ہر چیز ہینڈل کرنے والا۔۔پرسکون ماحول میں رہنے والا یہاں تھوڑی ہی دیر میں اس کے سر میں درد ہونے لگا تھا۔۔

--------_________-----

شام میں ماہا کی مما نے زاویار اور اس کی فیملی کی خاطر تواضع کا بھرپور انتظام کیا تھا۔

ماہا کچن میں داخل ہوئی اور آنکھیں پھاڑے کچن میں موجود چیزوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ارے ارے۔۔۔ کیا بات ہے ماہین آپی آپ کی تو۔۔اتنا کچھ۔۔آج تو مزہ آجائے گا۔۔

ماہا بولتے ہوئے کباب اٹھانے لگی تھی۔۔کہ اس کی مما نے اس کے ہاتھ پر زور سے تھپڑ مارا تھا۔خبردار جو کسی چیز کو ہاتھ لگایا تو۔

۔یہ مہمانوں کیلیئے ہیں۔جب وہ کھالیں گے اگر کچھ بچا تو تمہیں بھی مل جائے گا۔۔۔کیا۔۔ماہا اپنا ہاتھ پیچھے کرتی بولی تھی۔۔کک کیا مطلب ہے بھی۔۔

میں ان کا بچا ہوا کھانا کھاوٴں گی۔۔۔سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔

میں تو ابھی کھاوٴں گی۔۔اور ماہا نے جھپٹ کر کباب اٹھالیے اور بھاگتی ہوئی۔۔کچن سے باہر نکل گئی۔۔ماہا اس کے پیچھے سے اس کی ماں چلائی تھی۔سارے کیوں لے کر جا رہی ہو پاگل لڑکی۔۔۔۔۔

ارے مما میرے دوستوں کو بھی حق ہے ان پر ماہا باہر جاتے ہوئے زور سے بولی تھی۔

ماہا بھاگتی ہوئے گیٹ سے باہر نکل گئی۔۔جہاں وہ سب کھیل رہے تھے۔اور اب وہ سب ماہا کے ہاتھ میں ٹرے دیکھ کر اس پر ٹوٹ پڑے تے تھے۔۔

اور پلک جھپکتے ہی ٹرے خالی تھی۔ارے بغیر توں ہاتھ تو دھو لیتے۔۔اس کی بات کو سب نے سرے سے اگنور کیا تھا۔۔۔

اب وہ سب کھیلنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

زاویار اپنے کمرے کی کھڑکی سے یہ منظر دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔جب سلمہ بیگم کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی تھی۔۔کیا بات ہے بھئی تم بھی مسکراتے ہوئے۔۔۔

زاویار پیچھے مڑتے ہوئے بولا تھا۔ارے مما آپ۔۔نہیں وہ بس میں ان پاگلوں کو دیکھ رہا تھا۔ کرنی عجیب عجیب حرکتیں کرتے ہیں یہ لوگ۔۔

سلمہ بیگم اس کے پاس آکر کھڑی ہو گئی تھی۔

اور بولی ہاں کچھ شرارتیں کرتے ہیں ویسے سب بہت اچھے ہیں۔۔

کیا اچھے اور یہ لوگ۔۔نا کریں مما۔۔۔زاویار ان کے ہاتھ سے چائے کا مگ لیتے ہوئے بولا تھا۔۔

جی ہاں بلکل ابھی تم جانتے نہیں ہو نا ان سب کو اس لیے تمہیں نہیں پتہ۔۔

مما میرا خیال ہے جتنا میں جان چکا ہوں وہی کافی ہے۔۔

اچھا جب یہاں رہا گے نا تو خود سمجھ جاؤ گے۔۔اچھا تھوڑی دیر تک تیار ہو جانا۔۔ماہا کی طرف جانا ہے اس کی مما نے دعوت کا کہا ہوا ہے۔۔

نہیں مما میرا موڈ نہیں۔۔ میرا جانا ضروری ہے کیا۔۔اور ویسے بھی میرا کوئی موڈ نہیں اس پاگل سے الجھنے کا۔۔ سلمہ بیگم نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا تھا

کچھ دیر بعد وہ ماہا کے گھر موجود تھے۔زاویار کو امید تھی کہ ماہا ضرور کوئی الٹی سیدھی حرکت کرے گی۔ن لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا

۔ماہا اس وقت گھر میں نہیں تھی۔کیونکہ وہ ابھی تک گھر کے باہر دوستوں کے ساتھ موجود تھی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب وہ گھر میں داخل ہوئی تب تک وہ کھانا کھاتے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ماہا نے اندر آکر زور سے سلام کیا تھا۔۔سب نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

زاویار اس کو کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔اور وہ سیدھا اوپر کی طرف چلی گئی تھی۔۔کچھ ہی منٹوں میں وہ چینج کر کے واپس آگئی تھی۔اب وہ کچن میں تھی اور ایک بڑی ٹرے میں کھانا نکال رہی تھی۔۔ماہین کو پتہ تھا کہ اب یہ کھانا کھانے کیلئے دوستوں کو بلانے والی ہے۔۔

اور اس چکر میں کچن برباد کر دے گی۔۔اس لیے وہ خود اٹھ کر آئی اور اس کو کھانا نکال کر دیا وہ۔۔ٹرے اٹھائے ڈرائینگ رام میں آگئی تھی۔اور ٹیبل پر کھانا رکھ چکی تھی اور اس کے سب دوست آچکے تھے اب وہ سب کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔

زاویاران کو دیکھ سکتا تھا۔۔اس کی شرافت پر حیران تھا۔وہ کھا کن رہے تھے اس کو دیکھ دیکھ کر دانت زیادہ نکال رہے تھے۔۔ماہاوہاں سے اٹھ کر آئی۔۔اور ماں سے رائتہ مانگا۔۔اور وہاں کھڑی بولی تھی

مما اگر کسی پاگل کو ڈیل کرنا پڑ جائے تو کیا کرتے ہیں۔۔زاویار کو اس کی بات پر ہچکی لگی تھی۔

علیزے بیگم نے اس کو پانی دیا لیکن وہ اب تک کھانس رہا تھا۔

سلمہ بیگم اور ماہین جانتی تھی کہ ماہا نے کیوں کیا ہے۔۔ماہا نے اپنی ماں کو کہا ارے مما میں ابھی اس کو ٹھیک کر دوں گی نن یہ کہہ کر ماہا نے زور سے اس کی کمر میں مکا جڑ دیا تھا

اور زاویار کی آہ نکلی تھی۔لیکن اس کی ہچکی بند ہو گئی تھی۔۔سب اس کی حرکت پر حیران تھے۔سلمہ بیگم نے اس کو کہا کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔ارے مما آپ بھی تو میرے ساتھ بچپن میں یہی کرتی تھی نا۔س

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

۔اوع دیکھے یہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ماہاطنزیہ مسکراہٹ لیے اس کو چڑا رہی تھی۔۔جبکہ زاویار خون کی گھونٹ پی رہا تھا اور اس کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

ماہا اس کو ہاتھ ہلاتی وہاں سے جاتے جاتے بولی ارے تھینکس کی کوئی ضرورت نہیں۔باقی سب وہاں سے اس کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔زاویار بہت مشکل سے ضبط کر رہا تھا۔۔

۔۔۔اور اس سے بدلہ لینے کا سوچ رہا تھا۔آج کا دن ختم ہوا۔۔اور ماہا کو سلمہ بیگم سے خوب ڈانٹ پڑی تھی۔لیکن ماہا کو اس ڈانٹ کا ذرا اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

زاویار اپنے روم میں بیٹھا اب آفس کا کام کر رہا تھا۔۔زاویار سٹڈی کے ساتھ ساتھ اپنے بابا کی آفس کے کام میں ہیلپ کرواتا تھا۔۔جب اس کی مما روم میں آئی۔

کیا کر رہے ہو۔اتنی دیر ہو گئی ہے ابھی تک سوئے نہیں۔۔۔

نہیں مما بس سونے والا تھا۔تھوڑا اس کام ہے وہ کر لو۔۔زاویار لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولا تھا۔۔

زاویار ایک بات پوچھوں۔۔۔سلمہ بیگم ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔جی مما پوچھے۔۔

ماہا کیسی لگتی ہے تمہیں۔

Clubb of Quality Content!

کیاماہا۔۔وہ۔۔ایک دم پاگل۔۔لاپرواہ اور فضول حرکتیں کرنے والی۔۔وہ کیسی لگ سکتی ہے بھلا۔۔۔

زاویار ایسا نہیں کہتے۔۔سوری مما لیکن جو جیسا ہے اس کے بارے میں ویسا ہی کہا جائے گا نا۔۔۔

زاویار تم اس سے دوستی کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے بیٹا وہ بہت اچھی ہے۔

مما اس سے اور دوستی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔اور اچھی۔۔آپ کو کہاں سے اچھی لگتی ہے۔۔اس کا حلیہ دیکھا ہے۔زاویار نے اس کے لڑکوں والے حلیہ کو سوچ کر کہا تھا۔۔۔

اچھا نا تم اس کے ساتھ آرام سے بات کر کے دیکھو۔۔وہ دل کی بہت اچھی ہے۔۔

اوو مما میں اس کے دل کا کیا کروں گا بھلا۔۔۔اچھا ہو یا برا۔۔

سلمہ بیگم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی

۔اچھا تو یہ بات ہے۔بیٹا جی آپ رہو گے تو پتہ چلے گیا۔۔کس کا کیا کروں گے۔۔سلمہ بیگم اٹھ کر جا چکی۔اس نے بہت کوشش کی زاویار سے بات کرے لیکن وہ تو ماہا کے بارے میں بات کرنے کو تیار ہی نہیں تھا۔

الٹا ماہا کا نام سن کر اس کا دماغ خراب ہو جاتا تھا۔۔

ماہا اور اس کے دوست کرکٹ کھیل رہے تھے۔۔کہ زاویار بھی وہی چلا آیا تھا۔۔ان کا لاسٹ سمسٹر تھا۔۔

زاویار کسی اسلام آباد سے یہاں آگیا تھا۔۔اپنی ماں کی ضد کی وجہ سے وہ بھی اپنا لاسٹ سمسٹر اس یونی سے کر رہا تھا۔۔

اور ان سب کو کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔کہ پیپرز بھی ہونے والے ہیں یا نہیں۔۔وہ اپنے کھیل میں مگن تھے۔۔زاویار وہاں کھڑا اس لاپرواہ گروپ کو دیکھ رہا تھا۔۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا یہ وہ سٹوڈنٹ تھے جو صرف پیپرز کے دنوں میں پڑھتے ہیں اور پاسنگ مارکس ان کے لیے کافی ہیں۔۔وہ کھڑا سوچ رہا تھا۔۔ان کی بال اس کے پاؤں کے پاس گری تھی۔۔

ماہا بال لینے آئی تھی اس کو دیکھ کر رکی۔۔کیا ہوا ہے پاگل بندر۔کیا سوچ رہے ہو۔۔۔

کیوں تم کیا کرو گی پوچھ کر۔اور ویسے بھی میں ابھی تک بھولا نہیں جو تم نے کیا میرے ساتھ سب کے سامنے ڈرامہ لگا دیا۔

ماہااس کی بات پر دانت نکالنے لگی تھی۔۔اوووا چھاجی۔۔میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ تم کبھی نا بھولاں۔۔جب مجھ سے پنگا لینے کے بارے میں سوچوں تو ہمیشہ یاد رکھو۔۔۔

میں اس کھیل کی بہت اچھی کھلاڑی ہوں۔نچ کر رہا مجھ سے۔۔۔

زاویار بولااووو۔۔۔اچھا چھا مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔۔

ایسی ہی کھلاڑی ہو گی جیسی کرکٹ۔۔کی ہے نا۔ماہانے گھورتے ہوئے اس کو دیکھا۔

تمہیں شک ہے کہ میں کرکٹ اچھا نہیں کھیلتی۔۔۔زاویار اس کو گھورتے ہوئے بولا تھا۔

نہیں مجھے یقین ہے۔

ماہاکواس پر غصہ آیا تھا۔۔۔اوراس کو کہاتو ٹھیک ہے اوپھر میدان میں دیکھتے ہیں کون کتنا بڑا کھلاڑی ہے۔۔

زاویار نے بھی کہاتو ٹھیک ہے۔آج فیصلہ ہو ہی جائے۔۔۔۔

ان دونوں نے اپنی اپنی ٹیم سلیکٹ کی اور کھیل شروع ہو گیا تھا۔۔

سارے سٹوڈنٹس ان نا میچ دیکھ رہے تھے کہ کون آگیا ایسا جس نے

سکندرز گینگ *😎 کو چیلنج کیا ہے۔۔۔ماہاکی سوچ کے برعکس زاویار بہت اچھا کھلاڑی * تھا۔

اتنا ٹف کمپٹیشن تھا۔۔کہ سب کی سانسیں پھولی ہوئی تھی کون جیتے گا۔۔زاویار مضبوطی سے بیٹ تھامے۔۔کھیل رہا تھا۔اس کے ساتھی کھلاڑی تو آؤٹ ہوئے تھے لیکن وہ شروع سے اب تک کھیل رہا تھا پہلی باری زاویار کی ٹیم کی تھی۔

اور وہ زور سے چھکا مار کر چلایا تھا۔۔

اان کی ٹیم کے بڑھتے ہوئے رنز دیکھ کر ماہا کو غصہ آرہا تھا۔اس نے طلحہ کو ڈانٹ دیا تھا کے ابھی تک اس کو آؤٹ نہیں کر پائے ہو۔۔

اگلا اوور ماہا نے خود کروایا تھا اور اس کی بال پر زاویار نے چھکا مارا۔۔اور یونی میں سب نے زور زور سے وسل کی تھی۔۔ماہا نے پھر سے بال کاروائی لیکن بال باؤنڈری کے باہر تھی۔۔۔ماہا کا منہ غصہ سے لال ہو گیا تھا۔۔

اس نے زور سے بال پھینکی اور وکٹ دور جا کر گری تھی۔جیسے وکٹ دور گئی تھی سب کو اس بات سے اس کے غصہ کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔

اور زاویار بیٹ اس کے ہاتھ میں دیتا اور کے سرخ چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

زاویار کی ٹیم نے اچھے خاصے رنز بنائے تھے۔۔کیونکہ یونی کے وہ سٹوڈنٹ جو ماہا اور اس کی گینگ سے جیلس ہوتے ان میں سے کچھ اچھے کھلاڑی زاویار کی طرف سے کھیل رہے تھے۔۔

اب ماہا کی ٹیم کی باری تھی۔حنا بیٹ سنبھالنے کھڑی تھی۔جس کو زاویار نے بال پھینکی تھی حنا بہت مشکل سے کھیل پائے تھی۔

ماہا نے گھور کر حنا کو دیکھا تھا۔۔۔ڈوسری بال پر حنا نے ایک رن لیا تھا۔۔جس پر دوسرا کھلاڑی سامنے بیٹ کیے کھڑا تھا۔۔زاویار نے بال پھینکی اور وکٹ میں سیدھا جا کر لگی اور وہ کھلاڑی آؤٹ ہو گیا۔

ماہا کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی جو اس نے زور سے زمین پر پھینکی تھی۔۔اب حذیفہ کھیلنے کے میدان میں موجود تھا۔۔دوسرے آور میں حنا آؤٹ ہو چکی تھی۔۔جس پر ماہا تلملا کر رہ گئی تھی۔۔

اب طلحہ اور حذیفہ بیٹنگ کر رہے تھے اور انہوں نے اچھے رنز بنا ہے تھے۔۔۔اب کی بال پر کیچ ہوا تھا اور حذیفہ آؤٹ ہو چکا تھا۔

اور میرب کو تو پہلی بال پر ہی زاویار نے آؤٹ کر دیا تھا۔

ماہا غصہ میں لال پیلی ہوتی میدان میں اتری تھی۔۔

اور زاویار کو لگاتار چار چھکے مارے تھے۔۔

اور گراؤنڈ میں تالیوں کی آواز گونج اٹھی تھی۔۔اب بس ماہا اور طلحہ رہ گئے تھے بس ایک آؤٹ اور زاویار کی ٹیم جیت جاتی لیکن ان دونوں کو آؤٹ کرنا آسان نہیں تھا۔۔ لیکن سب کی دھڑکن تیز دھڑک رہی تھی۔۔

کیونکہ لاسٹ آور تھا۔۔اور زاویار کی پوری کوشش تھی کہ ان کو آؤٹ کرے اور ماہا کی جان پر بنی ہوئی تھی اس کی عزت کا سوال تھا۔۔ان کا کھیل پروفیسرز بھی دیکھ رہے تھے

زاویار نے بال ڈالی اور اور طلحہ سے مس ہو گی۔۔ جس پر ماہا نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔اگلی بال پر انہوں نے ایک سنگل رن لیا تھا۔۔

اب تین بال رہ گئی تھی اور 5 رنز چاہیے تھے۔۔اس سے اگلی بال پھر سے مس ہو گئی تھی۔۔

اب لاسٹ بال تھی اور 5 رنز چاہیے تھے۔۔۔سب کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔۔

کچھ لوگ ابھی سے خوش تھے کہ ماہا کی ٹیم ہارنے والی ہے۔۔ سنی ابھی سے وسل کر رہا تھا۔۔

ماہا کی ایک نظر اس پر پڑی۔۔آج کی یہ آخری بال اس کی اور دستوں کی عزت۔۔۔

حنا حذیفہ تو باقاعدہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔۔۔ماہا کا دماغ سنی جو دیکھ کر گھوم گیا تھا۔۔عادی مسلسل تسبیح کر رہا تھا۔کیونکہ اب وہ بھی ان کی گینگ کا حصہ تھا۔۔

جیسے ہی زاویار نے بال ڈالی ماہا نے پوری طاقت سے بیٹ گھمایا تھا۔۔۔اور بال ہوا میں اچھال دی تھی۔۔۔سب کی نظریں بال پر تھی۔نیچے دو کھلاڑی اس بال کو کیچ کرنے کے لیے ادھر ادھر ہو رہے تھے۔

۔اور جیسے ہی بال نیچے کی طرف آئی اس کو کیچ کر لیا گیا تھا۔۔ماہا نے زور سے بیٹ زمین پر پھینکا۔۔طلحہ حذیفہ نے سر جھکا لیا تھا۔۔۔لیکن عادی نے اس فیلڈر کو باونڈری سے باہر دیکھا تو۔۔زور زور سے وسل کرنے لگا تھا۔۔

سب نے منہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔جو کیچ کرنے والے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔اس کو دیکھ کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔۔ساری یونی میں تالیوں اور وسل کی آوازیں گونج رہی تھیں۔۔

کیچ تو ہوا تھا لیکن باونڈری کے باہر۔۔۔ماہا کی ٹیم جیت گی ُتھی۔۔۔سب ایک ساتھ گلے ملے تھے۔۔زاویار دانت پیس کر رہ گیا۔۔تھا۔۔اور اب چلتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا۔۔۔

کیونکہ اس میں اتنا ظرف تھا کہ اپنی ہار قبول کرلے۔۔۔اس نے ماہا سے ہاتھ ملایا اور مبارک باد دی تھی۔۔

ماہا نے گرم جوشی سے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور مسکرائی تھی۔۔۔اگر میں آج ہار جاتی تو کبھی کرکٹ نا کھیلتی۔۔۔۔

اووو تو تم یہ فیصلہ کرکے بیٹھی تھی۔۔

خیر کوئی بات نہیں اب تو جیت گئی ہو۔۔زاویار کہتا ہوا۔۔وہاں سے جانے لگا تھا کہ ماہا کی آواز پر واپس پلٹا۔۔۔

اووواے ے ہیرو۔۔۔۔تم بہت اچھے کھلاڑی ہو۔۔۔زاویار اس کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

اور اس کے پاس آیا۔۔اچھا کیا واقعی۔۔۔

ہاں اس دیکھتے ہوئے بولی۔۔جی ہاں۔۔۔بہت ٹف کمپٹیشن تھا شاید پہلی دفع کوئی ٹکر کا کھلاڑی ملا۔۔۔

زاویار کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔اوووا چھا تو کیا مجھ سے دوستی کروگی۔۔۔

ماہا حیران ہوئی اور ابرو اٹھا کر کہا دوستی مجھ سے۔۔۔رئیلی۔۔کل تک تو جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔

زاویار نے ٹھنڈی سانس خارج کی اور بولا۔۔۔

دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر *۔۔۔*

تھوڑا مشکل کام ہے۔۔۔

ماہا اس کو آنکھیں دکھاتے بولی تھی۔۔۔ تم مجھے مگر مچھ کہہ رہے ہو۔۔۔ نہھیں بلکل نہیں میں نے تو مثال دی ہے۔۔۔

ماہا نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ماہا نے اس کا آگے بڑھا ہوا ہاتھ کچھ سوچتے ہوئے تھام لیا۔۔ جس پر اس کا سارا گینگ حیران تھا۔۔۔۔

اررے ے ے اررے ے ے یہ شیر اور ہرن کی دوستی کیسے ہو گئ۔۔ میرب پاس آتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

میرب کی بات پر سب ہنس دیے تھے۔۔۔ ادھر رداان دونوں کو ہاتھ ملاتے دیکھ کر جل گئ تھی۔۔۔

اور یہ منظر ماہا کی آنکھیں سے اوجھل نہیں رہا تھا۔۔

زاویار گھر پہنچا تو اس کی ماں اس کو حلیہ دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔جو زاویار کبھی اپنے جوتے پر بھی دھوم برداشت نہیں کرتا وہ آج خود دھول مٹی میں ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔

سلمہ بیگم اگے بڑھی تھی اور اس کے سامنے آتے بولی تھی۔۔۔زاویاررررر یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔۔کسی سے لڑ کر آئے ہو کیا۔۔۔

زاویار مسکراتے ہوئے بولا تھا۔جی ہاں آپ کی بہو نے خوب دھولائی کی ہے آپ کے بیٹے کی۔۔۔

وہ بھی ساری یونی کے سامنے۔۔زاویار کہتا اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔

اور سلمہ بیگم وہی کھڑی اس کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔لیکن وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔

زاویار اپنے کمرے میں آتے ہی کپڑے لیتا سیدھا شاور لینے واشروم میں گھس گیا تھا۔۔۔

علیزے بیگم اس کچھ دیر وہی کھڑی سوچتی رہی۔۔لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نا آیا تو اوپر اس کے روم میں آگئی تھی۔۔اور اس کے نکلنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

جیسے ہی وہ باہر نکلا اس کی مما نے سوال کرنا شروع کر دیے۔۔

زاویار تم کسی کو پسند نہیں کرنے لگے۔

یہ تم نے کہس اسلام آباد میں کوئی شادی تو نہیں کی ہوئی نا۔۔

کسی بہو کی بات کر رہے ہو۔۔

زاویار نے ماں کو مسلسل بولتے دیکھا تو ان کے سامنے آتے ہوئے بولا۔۔۔

مما پلیز بریک پر پاؤں رکھیں آپ۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ کوئی شادی نہیں کی میں نے۔۔

شادی تو آپ ہی کی مرضی سے کروں گا۔۔

اس لیے آپ آرام سے بیٹھ جائیں آپ۔۔۔

زاویار ٹاول سے اپنے بال خشک کر رہا تھا۔۔۔

اس کی ماں ابھی بھی بے چین بیٹھی اس کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

زاویار بیٹا بولو نا کیا ہوا تھا۔۔۔ میں پریشان ہو رہی ہوں۔۔۔

ارے مما کچھ نہیں ہوا۔۔ میچ کھیل کر آ رہا ہوں۔۔

ماہا کو چیلنج کیا تھا۔۔ کہ اس کو میچ ہرا دوں گا۔۔ لیکن خود ہار گیا۔

کھیلنے کی وجہ سے ہی دھول مٹی لگ گئی کپڑوں میں۔۔۔

اچھا تو وہ بہو والی بات کیوں کی۔۔۔ سلمہ بیگم ابھی تک ہنوز اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

زاویار شیشے کے سامنے کھڑا تھا۔۔ماں کی بات پر پیچھے مڑا اور ابرو اٹھاتے ہوئے بولا۔۔پہلے تو آپ مجھے بتائیں نا۔۔کہ مجھ سے پوچھے بنا میرا رشتہ کیوں کیا ہے بھئی۔۔۔۔

وہ الٹا ماں سے سوال کرنے لگا تھا۔۔۔

سلمہ بیگم اس کی بات پر حیران ہوئی۔

۔کیونکہ اس انہوں نے تو بتایا نہیں پھر زاویار کو کس نے بتا دیا۔

زاویار ماں کے سامنے بیٹھتے ہوئے ان کو دیکھا۔۔کیا ہوا کیا سوچ رہی ہیں۔۔۔

تم سے کس نے کہا۔۔۔۔

زاویار۔۔۔بولا۔۔۔اپ کی اور بابا کی باتیں سن لی تھی۔۔میں آپ کے پاس آرہا تھا لیکن آپ کی باتیں سن کر واپس روم میں آگیا تھا۔۔۔

اووو میں بھی کہوں تمہیں کس نے بتا دیا۔۔

ارے مما آپ زرا مدعے پر آئیں۔۔کیا سوچ کر اس پاگل سے رشتہ کیا میرا۔

سلمہ بیگم بولی۔اپ کے بابا نے کیا ہے۔ان سے ہی پوچھو جا کر۔اور ہاں رشتہ تو ان ہو گیا ہے۔۔شادی بھی وہی کرنی ہو گی آئی سمجھ۔۔۔

ہمم یہ بات بھی بابا کے منہ سے رات کو ہی سن چکا ہوں۔۔

اس لیے آپ کی بہو سے دوستی کر کے آ رہا ہوں۔۔

کیا واقعی۔

۔سلمہ بیگم اس کی بات پر اچھل ہی پڑی تھی۔۔ماہا نے تم سے دوستی کر لی۔۔۔

ارے واہ۔۔یہ کیسے ہو گیا۔۔۔

پتہ نہیں مما کیسے ہو گیا۔۔گیا تو لڑائی کرنے تھا۔میڈم سے دوستی کر کے لوٹا ہوں۔۔

ویسے مما بڑا ظلم کیا ہے آپ نے اور بابا نے مجھ پر۔۔میں اسے ایک دن برداشت نہیں کر پایا

۔۔ساری زندگی اس کے ساتھ۔۔

۔توبہ مما سوچ کر ہی ڈر لگ رہا ہے۔۔

اچھا سچ بتاو زاویار تمہیں کیسی لگتی ہے۔سلمہ بیگم نے اس سے سوال کیا تھا۔۔

پہلے تو میں نے نہیں دیکھا تھا اس کو غور سے۔۔لیکن کل رات سے اس کو سوچ رہا ہوں۔

اور اب اس کو دیکھا تھا تو خود کو روک نہیں سکا اس لیے دوستی کو ہاتھ بڑھایا ہے۔۔

بلکہ سمجھے آپ کی خواہش کے مطابق دل ہار بیٹھا ہے۔۔

خوبصورت تو بہت ہے۔۔اس میں کوئی شک نہیں۔۔۔لیکن یار مما وہ کہیں سے لڑکی بھی تو

لگے نا۔زاویار اس کے حلیے کو یاد کر کے مسکرایا تھا۔

ارے ارے کیا بات ہے بھئی۔۔۔ تمہیں ہنسنا بھی سکھا دیا ہے اس نے۔۔۔میں نے نا جانے کتنے سالوں بعد اب ان چند دنوں میں مسکراتے دیکھا ہے۔۔

ہمم۔۔۔۔وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔کیا اس کو پتہ ہے اس رشتے کے بارے میں۔۔۔ یا پھر وہ بھی میری طرح لاعلم ہے۔۔

بیٹا جی اس کو پتہ ہوتا تو تمہیں کراچی شہر میں داخل نا ہونے دیتی۔۔۔

ماں کی بات پر زاویار بھی ہنس پڑا تھا۔۔۔خیر اس کو ابھی کچھ بتانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔۔

اس کو تو میں خود سیدھا کر لوں گا۔

سلمہ بیگم باہر جاتے ہوئے بولی تھی۔۔بیٹا جی اس کو سیدھا کرتے کرتے خود ٹیڑھے نا ہو جانا۔۔۔

ماہا گھر آ کر ساری کہانی اونچی آواز میں سنا رہی تھی۔۔ماہین اس کی باتوں پر ہنس رہی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن دوستی والی بات پر کام کرتے ماہین کے ہاتھ روکے تھے۔۔اس نے پیچھے مڑ کر ماہا کو دیکھا تھا۔

کیا زاویار سے دوستی۔۔۔اور وہ بھی تمہاری۔۔کچھ دن پہلے اعلان جنگ ہو رہا تھا۔۔۔

ماہا کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔ہاں یاررر میں بھی یہی سوچ رہی ہوں ن کے اس نے دوستی کیوں کر لی۔۔۔وہ تو مرنے مرانے پر اتر آیا تھا۔۔۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔کیا پتہ ڈر گیا ہو۔۔لیکن وہ ڈرنے والوں میں سے نہیں۔۔

پھر کیا وجہ ہے۔ماہین بھی کچھ سوچتی بولی تھی۔۔مجھے تو دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔۔

ماہا بولی ارے نہیں آپی۔۔مجھے تو لگتا ہے ساری کی ساری دال ہی کالی ہے۔۔۔

مجھے زرا محتاط رہنا ہوگا۔۔۔

کیا پتہ بدلہ لینے کا کوئی نیا طریقہ ہو۔

اور اب ماہا سیب اٹھاتی کچن سے باہر چلی گئی تھی۔۔

سلمہ بیگم نے اسے بلایا۔۔اب وہ ان کے سامنے بیٹھی چائے سموسے سے انصاف کر رہی تھی ۔تو سننے سے زاویار آتا دیکھائی دیا تھا۔۔

سلمہ بیگم نے ماہا کو کہا تھا کہ زاویار کے ساتھ مال چلی جائے۔۔۔زاویار کراچی کم آتا تھا۔۔تو اس کو راستوں کا نہیں پتہ تھا.

ماہا زاویار کے ساتھ مال گئی تھی۔ لیکن وہ زاویار کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھی۔۔۔وہ بار بار اس کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن بولا کچھ نہیں۔۔ماہا نے اس کو گھورتے ہوئے دیکھا۔۔ اور بولی کیا تم بار بار مجھے گھور رہے ہو۔۔ نہیں کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔زاویار خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگا تھا۔۔ماہا نے اس کی شاپنگ کرنے میں مدد کی تھی۔۔

جو کہ صرف براہ نام تھی۔۔زاویار نے ماہا کو کہا کہ وہ بھی اپنے لیے کچھ لے لیں۔ لیکن ماہا نے منع کر دیا۔۔جب زاویار نے بار بار کہا تو۔۔ماہا نے کہا ٹھیک ہے پھر۔۔

زرا تمہاری جیب ڈھیلی کروادو۔۔ماہا نے نا صرف اپنے لیے شاپنگ کی بلکہ سارے گینگ کے لیے چیزیں خریدنے لگی۔۔اور زاویار اس کا منہ دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

وہ تو اس کو شاپنگ کا کہہ کر ہی پچھتا رہا تھا۔۔ماہا چیزیں خریدے جا رہی تھی۔۔جب زاویار نے بل دیکھا تو آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھا۔۔جو اپنی بتیسی اکھا رہی تھی۔۔

ارے بھئی تم نے ہی حاتم طائی بن رہے تھے۔۔اگر کہتے ہو تو واپس کر دیتی ہوں چیزیں۔۔۔ماہا نے اس سے کہا زرا اپنی گاڑی کی چابی دے۔۔زاویار نے نا چاہتے ہوئے بھی دے دی۔۔۔

ماہا نے اس کو سارے بیگز پکڑا دیے اور گاڑی سٹارٹ کرتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔زاویار منہ کھولے اس کھڑا رہ گیا تھا۔۔ماہا گاڑی میں بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ بڑا آیا۔۔۔

اس کی ہیلپ وہ بھی میں کرو۔اب پتہ چلے گا۔۔جب سڑکوں پر دھکے کھا کر آئے گا۔۔کون کرتا ہے اس کی ہیلپ۔۔جناب کو راستوں کا نہیں پتہ۔۔ماہا نے سوچتے ہوئے منہ بنایا تھا۔۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کے گھر میں موجود تھی۔۔لیکن سامنے زاویار دانت نکالے اس کو فاتحانہ مسکراہٹ سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ماہا کو تعجب ہوا تھا۔۔کہ اگر یہ یہاں نہیں رہتا تو۔۔ کراچی کی ان گلیوں سے کیسے نکل کر آیا ہے۔۔۔

اس کو تو میں نے راستے بھی گھٹن والے بتائیں تھے۔۔۔

ماہا کو سوچ میں پا کر اس کے پاس آتے بولا۔۔ تمہیں کیا لگا۔میں چھوٹا بچہ ہوں جو گم ہو جاؤں گا۔۔۔

ماہا منہ بناتی اس کی چابی صوفے پر پھینکتی واپس پلٹ گئی تھی۔۔

زاویار کھڑا مسکراتے ہوئے بولا۔۔ابھی تو شروعات ہے آگے آگے دیکھا ہوتا ہے کیا۔۔میں کیا کیا کرتا ہوں۔۔

تمہارے ساتھ۔۔

ماہا ابھی تک سوچ رہی تھی کہ زاویار اس سے پہلے گھر کیسے پہنچ گیا۔۔۔

جب ماہین اسکے پاس آئی اور اس سے پوچھا کیا ہوا ہے۔۔

تو ماہا نے ساری بات بتا دی۔۔۔ جس پر ماہین نے سے جھٹکا تھا۔

اففف ماہا تم اتنی دیر سے یہ سوچ رہی ہو۔۔آئی ٹی کا دور ہے اس نے لوکیشن سرچ کر لی ہو گی۔۔۔ نہیں ماہین آپی کچھ تو ایس ہے جو مجھے نہیں پتہ اس کے بارے میں۔۔اور میں پتہ کر کے رہوں گی۔

میرب اپنے محل نما گھر کی لان میں ٹہل رہی تھی۔۔جب اس کو ملازم نے کہا کہ اس کے بابا اس کو بلا رہے ہیں۔۔میرب گھر کے اندرونی حصے کی طرف چل دی تھی۔۔۔

سامنے ہی ایک انتہائی خوبصورت منظر تھا۔جو کہ اس گھر کا لاونج تھا۔۔اس گھر کے ہر حصے کو بہت خوبصورت اور لگژری سامان کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا۔

دیواروں پر مہنگی ترین پینٹنگ لگی ہوئی تھی۔اور گھر کا ہر کونہ چمک رہا تھا۔۔سامنے صوفے پر میرب کے بابا سلطان شاہ خان اور اس کے چاچو داور خان بیٹھے تھے۔

۔(سلطان شاہ اس کے بابا کا مکمل نام تھا۔۔اور نام کے آگے خان ان کے پٹھان ہونے کی وجہ سے تھا۔۔)

سلطان شاہ جو بزنس کی وجہ سے آؤٹ آف کنڑی تھے۔۔وہ آج ہی واپس آئے تھے۔اور داور سے یونی والے معاملے کی تفصیل لے رہے تھے۔۔۔

اور انتہائی غصّہ کی حالت میں بیٹھے تھے۔۔۔میرب نے سلام کیا اور جا کر سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

سلطان شاہ نے اس کی طرف ایک سخت نظر ڈالی اور بولا۔۔

آئندہ میں نا سنو کہ تم ان فضول قسم کے دوستوں سے ملی ہو یا رابطہ رکھا ہے۔۔۔آئی سمجھ۔۔

میرب جو منہ موڑے بیٹھی تھی سیدھی ہوئی اور اپنے باپ کو انہی کی طرح سخت نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

کیوں میرے دوستوں سے آپ کو کیا مسلہ ہے۔۔ یہ میری زندگی ہے اور میں اپنے طریقے سے جیوں گی۔۔

مجھے کس سے تعلق رکھنا ہے اور کس سے نہیں میں بہت اچھے طریقے سے جانتی ہوں۔۔

میرب کہہ کر واپس جانے لگی تھی کہ باپ کی اونچی آواز پر رکی تھی۔۔

میں فیصلہ کر چکا ہوں تم نہیں ملوں گی ان جاہلوں سے۔۔۔ سمجھیں تم۔۔۔ میرب نفرت بھری نظروں سے باپ کو گھور رہی تھی۔۔۔ اگر اس کا باپ ضدی تھا تو وہ بھی اس کی ہی بیٹی تھی۔

دونوں کی تلخ کلامی اب کہاں سے کہاں تک جانے والی تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

اگلی قسط کا انتظار کریں۔

Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842